HISTORICAL SOCIETY OF HYDERABAD

HISTORICAL TEXT BOOKS SERIES

NO 2

A TREATISE

OF

SHAIKH ABD-UL-HAQ DEHLAWI

CONTAINING

The review of memoirs of the elegant writers and poets of Dehli from the reign of Sultan Shams-ud-Din Iltamash to the time of the Author, and a short sketch of his life and works.

With Introduction and Annotation

by

Hakim Sayyid Shams-ullah Qadri,

PRINTED AT TARIKH PRESS
HYDERABAB-DECCAN.
1930.

از زمان ابتدائے فتح اسلام تا انتہائے الف عاشرہ

بسعی واہتمام اقل العباد

حکیم سید شمس اللہ قادری

بانضمام تذکرۂ احوال مصنف و تعلیقات توضیحی

در مطبع تاریخ در بلدہ حیدرآباد دکن بطبع رسید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصنفین دہلی کا تذکرہ اور شاہ صاحب کے تصنیفات کی فہرست

ان دونوں کا مطبوعہ متن راقم الحروف کے ذاتی مخطوط پر مبنی ہے۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے آٹھویں سال جلوس میں بہ مقام شاہ جہاں آباد اسکی کتابت ہوی ہے۔ خط شکستہ ہے جس کے باعث بعض عبارتیں صاف صاف نہیں پڑھی جاتی ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ کے مخطوط سے ایسے مشکوک مقامات کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور دو تین جگہ کچھ عبارتیں بھی اس سے اضافہ کی گئی ہیں۔

ہم نے تراجم احوال کی توضیح و تشریح کیلئے حواشی میں کتابیات کا اضافہ کر دیا ہے اس سے ناظرین کے لئے مزید معلومات کے مہیا کرنے میں بڑی سہولت ہوگئی ہے اور وہ اس کی مدد سے تمام تراجم

مختلف کتابوں سے بہ آسانی نکال سکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سر جان الیٹ نے اس کے مختلف حصے انگریزی میں ترجمہ کئے ہیں جو اُن کی تاریخ ہندوستان کی جلد ششم میں صفحہ (۴۸۳) سے صفحہ (۴۹۱) تک چھپے ہیں۔ ان کے ساتھ متن مطبوعہ کو مطابق کرنے کیلئے دونوں کے شمار صفحات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :-

انگریزی ترجمہ جلد ششم	آغاز صفحہ	مطابق بہ متن مطبوعہ	صفحہ	سطر
	۴۸۲	مطابق بہ متن مطبوعہ	صفحہ ۶	سطر ۵
″	۴۸۴	″	″ ۶	″ ۱۲
	۴۸۵	″	″ ۹	″ ۴
	۴۸۶	″	″ ۱۲	″ ۳
	۴۸۷	″	″ ۱۴	″ ۱
	۴۸۸	″	″ ۱۷	″ ۳
	۴۸۹	″	″ ۱۹	″ ۳
	۴۹۰	″	″ ۳۰	″ ۷
	۴۹۱	″	″ ۲۶	″ ۱۹

تا اختتام بالاختصار

شیخ عبدالحق بن سیف الدین الترک الدہلوی البخاری

المتولد سنہ ۹۵۸ھ المتوفی سنہ ۱۰۵۲ھ

دربار اکبری کے مشہور مورخ ملا عبدالقادر بدایونی سب سے پہلے مصنف ہیں جنھوں نے شاہ صاحب کا تذکرہ کیا ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب منتخب التواریخ سنہ ۱۰۰۴ھ میں تمام کی ہے اس وقت شاہ صاحب نے اپنی زندگی کے چھیالیس سال ختم کر لئے تھے اور اس کے بعد اڑتالیس سال اور زندہ رہے۔ ملا صاحب نے شاہ صاحب کو کمال تعظیم و توقیر کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اپنی زندگی کے اوائل ایام ہی میں مشہور اور مرجع جمہور ہو گئے تھے۔

ملا صاحب کے علاوہ شاہ صاحب کے دیگر معاصرین سے ملا محمد صادق ہمدانی ملا عبدالحمید لاہوری اور ملا محمد صالح کنبوہ نے بھی اپنی تصنیفات میں آپ کے حالات لکھے ہیں۔ خصوصاً محمد صادق نے کمال عقیدت وارادت کے ساتھ شاہ صاحب کا ذکر کیا ہے۔

---

(۱) ملا محمد صادق نے سنہ ۱۰۳۶ھ میں کلمات الصادقین اور اس کے دس سال بعد سنہ ۱۰۴۶ھ میں طبقات شاہجہانی لکھی ہے۔ ملا عبدالحمید کے بادشاہ نامہ کا دور اول جس میں شاہ صاحب کے حالات مرقوم ہیں سنہ ۱۰۴۶ھ میں تمام ہوا۔ ملا محمد صالح نے سنہ ۱۰۷۰ھ میں شاہجہاں نامہ تصنیف کیا ہے جو عمل صالح کے نام سے مشہور ہے اور اس کے ختم ہونے سے اٹھارہ سال پہلے شاہ صاحب نے وفات پائی۔

اور ان دوستانہ تعلقات کی صراحت بھی کی ہے جو اس کے اور شاہ صاحب کے مابین قائم تھے

خاندانی حالات خود شاہ صاحب نے اخبار الاخیار کے خاتمہ مین اپنے خاندانی کوائف تحریر کیے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اجداد ماوراء النہر کے رہنے والے تھے بخارا میں ان کی سکونت تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی (۶۹۵ھ – ۷۱۶ھ) کے عہد میں ہندوستان میں آئے دہلی میں بود و باش اختیار کی[1]۔ اور شاہ صاحب ۹۵۸ھ میں اسی جگہ پیدا ہوئے[2]۔ اس وقت

ولادت اور تحصیل علم سوری خاندان کا فرمانروا اسلام شاہ بن شیر شاہ برسر حکومت تھا ۹۶۳ھ میں جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تخت نشین ہوا تو شاہ صاحب نے اپنی عمر کے آٹھ سال ختم کر لئے تھے اور تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا تھا۔ شاہ صاحب تقریباً بارہ سال اپنے والد بزرگوار کے یہاں تحصیل علم میں مشغول و مصروف رہے۔ ۹۷۸ھ میں علوم متداولہ کو تمام کر لیا۔ اور بیس سال کی عمر میں تکمیل علم سے فراغت حاصل کر لی۔

فتح پور کا قیام۔ اس زمانہ میں فتح پور دار السلطنت تھا۔ شاہ صاحب دہلی سے یہاں تشریف[3] لائے اور کچھ عرصہ ملک الشعراء شیخ فیضی اور خواجہ نظام الدین احمد ہروی کی مصاحبت میں

شیخ جمال الدین موسیٰ کی بیعت بسر فرمایا۔ ۹۸۵ھ میں شیخ جمال الدین ابی حامد موسیٰ بن حامد بن عبد الرزاق بن عبد القادر بن محمد بن علی بن مسعود بن احمد بن صفی بن عبد الوہاب بن غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رض کے مرید ہوئے اور اسی سال ۱۷ شوال کو طریقہ قادریہ کے ارشاد و تلقین کی ان سے اجازت حاصل کی[4]۔

حرمین شریفین کا سفر شاہ صاحب نے ۹۹۵ھ میں حج بیت اللہ کا ارادہ کیا[5]۔ دہلی سے روانہ ہو کر گجرات میں آئے۔ اس زمانہ میں خواجہ نظام الدین احمد گجرات کے میر بخشی تھے ان کی

---

[1] اخبار الاخیار صـ ۲۸۳ [2] مآثر الکرام صـ ۲۰۱ سبحۃ المرجان صـ ۵۲ [3] منتخب التواریخ دیکھو ضمیمہ اول
[4] زبدۃ الآثار خاتمہ کتاب صـ ۱۳۴ [5] اخبار الاخیار صـ ۳۱۰ [6] طبقات شاہ جہانی اسکے لئے دیکھو ضمیمہ دوم

سعی و کوشش سے جہاز کا انتظام ہو گیا[1]۔ اسی سال مکہ معظمہ میں پہنچے اور حج بیت اللہ سے
فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد اور کم و بیش تین سال مکہ معظمہ میں مقیم رہے

شیخ عبدالوہاب متقی — اس زمانہ میں شیخ عبدالوہاب متقی مکہ معظمہ میں مرجع خاص و عام
بنے ہوئے تھے یہ بزرگ شیخ علی متقی کے شاگرد اور خلیفہ اعظم تھے۔ ہندوستان وسطی
کے مشہور شہر شادی آباد منڈو میں آپ کی ولادت ہوئی تھی کسی وجہ سے ترک وطن کر کے
برہان پور آئے۔ یہاں سے روانہ ہو کر گجرات ملیبار اور سرندیب کا سفر کیا۔ ۹۶۳ھ میں
زیارت حرمین شریفین کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔ وہاں شیخ علی متقی سے ملاقات ہوئی
اور ان کے درس میں شامل ہو کر حدیث و فقہ اور دیگر علوم شرعیہ کو حاصل فرمایا۔ مسلسل بارہ
سال تک شیخ کی خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر فیض یاب ہوتے رہے۔ ۹۷۵ھ ہجری میں
شیخ علی متقی کا انتقال ہو گیا تو ان کے جانشین قرار پائے اور اپنے استاد و مرشد کے مثل
چھبیس سال تک حرم کعبہ میں حدیث تفسیر اور دیگر علوم دینیہ کا درس دیتے رہے[2]

شیخ عبدالوہاب سے تلمذ۔ شاہ صاحب مکہ معظمہ میں پہنچنے کے بعد شیخ عبدالوہاب کے حلقہ
درس میں شریک ہو گئے اور قریباً ڈھائی سال فیض حاصل کرتے رہے۔ اس عرصہ میں علم
حدیث کی تکمیل اور صحاح ستہ کی سند حاصل کی۔ ۹۹۸ھ میں مدینہ طیبہ کا سفر کیا۔ روضہ اقدس
کی زیارت سے مشرف ہوئے اسی زمانہ میں جذب القلوب کو لکھنا شروع کیا[3]۔

ہندوستان کو واپسی — ۹۹۹ھ[4] کے اوائل میں ہندوستان واپس آنے کا ارادہ کیا۔ اسی
زمانہ میں حاجی بیگم حج و زیارت سے فارغ ہو کر واپس ہو رہی تھیں۔ شاہ صاحب ان کے
ہمراہ ہو گئے اور جہاز سے اتر کر بیگم کی مشایعت میں آگرہ تشریف لائے[5]۔

---

[1] منتخب التواریخ دیکھو مقدمہ اول [2] شیخ عبدالوہاب کے حالات دیکھو زاد المتقین کے مقصد ثانی میں اور اخبار الاخیار میں ص ۲۵۰ [3] جذب القلوب ص ۱۲ [4] اخبار الاخیار ص ۲۶۱ [5] منتخب التواریخ ضمیمہ اول

سنہ ۱۰۰۲ھ میں ملک الشعرا شیخ فیضی نے دکن سے مراجعت کی[1] اور جب لاہور پہنچا تو وہاں سے کئی خطوط شاہ صاحب کو لکھے اور انھیں اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ لیکن شاہ صاحب نے اس صحبت کو نامناسب خیال فرمایا اور عذر آمیز جواب دے کر لاہور آنے سے انکار کر دیا[2]

خواجہ محمد باقی نقشبندی سے بیعت | سنہ ۱۰۰۸ھ میں خواجہ قطب الدین محمد باقی دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو شاہ صاحب بھی اُن کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے۔ کمال خلوص و اعتقاد کے ساتھ آپ کے ارادت مندوں میں شریک ہوکر طریقہ نقشبندیہ کے ارشاد و ہدایت کی اجازت حاصل کی[3]۔ سنہ ۱۰۱۲ھ میں خواجہ صاحب کا انتقال ہوگیا[4] تو شاہ صاحب نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کو اپنا مشغلہ قرار دیا[5]۔

شہنشاہ جہانگیر کی ملاقات | شہنشاہ جہانگیر اپنے جلوس کے چودھویں سال سنہ ۱۰۲۸ھ میں کشمیر جاتے ہوئے دہلی میں وارد ہوا تو اس نے شاہ صاحب سے ملاقات کی اور اپنی تزک میں آپ کے فضل و کمال اور توکل و تجرد کا تذکرہ کیا[6]۔

وفات | شاہ صاحب نے اکبر و جہانگیر دو بادشاہوں کے زمانے دیکھے۔ شاہ جہاں کے اواسط عہد میں جلوس کے سولھویں سال سنہ ۱۰۵۲ھ کو بمقام دہلی انتقال فرمایا[7]۔ روضہ خواجہ بزرگ شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے جوار میں حوض شمسی کے کنارے مدفون ہوئے معتقدین نے مزار پر سنگ و خشت کا گنبد بنوا دیا جو اس وقت بھی موجود ہے۔ اور اسکی کیفیت مرحوم سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں لکھی ہے[8]

---

[1] منتخب التواریخ ص ۴۰۱

[2] منتخب التواریخ ص ۲۱۸

[3] طبقات شاہ جہانی۔ دیکھو ضمیمہ دوم

[4] خزینۃ الاصفیا۔ جلد اول ص ۶۰۲

[5] طبقات شاہ جہانی۔ دیکھو ضمیمہ دوم

[6] توزک جہانگیری ص ۲۸۵

[7] ماثر الکرام ص ۲۰ سبحۃ المرجان ص ۵۲

[8] آثار الصنادید باب سوم ص ۶۲

شاہ صاحب اپنے عہد کے یکتائے روزگار عالم اور مصنف تھے۔ خصوصاً حدیث و سیر میں آپ کے پایہ کا عالم اس وقت ہندوستان میں موجود نہیں تھا آپ کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ سفر حرمین کے بعد شروع ہوتا ہے۔ سنہ ۹۹۶ھ اور سنہ ۱۰۴۲ھ کے مابین مسلسل پچپن سال تک شاہ صاحب شغل تصنیف و تالیف میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس عرصہ میں علم حدیث، سیر، تصوف اور علما و صلحا کے تراجم احوال پر بہت سی مفید و کارآمد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جنکی تعداد ایکسو سے زیادہ ہے منجملہ اُن کے بعض مشہور اور متداول کتابوں کے نام یہ ہیں۔

زبدۃ الآثار شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف بابن جہضم الھمدانی مجاور حرم کعبہ نے سنہ ۹۶۰ھ کے حدود میں ایک کتاب بہجتہ الاسرار و معدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشایخ الابرار کے نام سے لکھی اور اس میں چالیس مشایخ ابرار اور صوفیائے کبار کے مناقب واحوال تحریر کئے۔ جناب غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب سے اس کی ابتدا کی اور اس شرح و بسط کے ساتھ اسے لکھا کہ کتاب کا نصف حصہ اس سے معمور ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اس کتاب سے صرف جناب غوث الثقلین کے مناقب منتخب کئے اور انھیں زبدۃ الآثار کے نام سے موسوم کیا۔ اس انتخاب میں کسی جگہ بھی سنہ تالیف کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اخبار الاخیار صفحہ ۲ میں اس کا ذکر آیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب سنہ ۹۹۹ھ سے پہلے تالیف ہوئی ہے۔

اخبار الاخیار فی اسرار الابرار شاہ صاحب نے سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد سنہ ۹۹۹ھ کے اخیر ایام میں اس کتاب کو ختم فرمایا اور سنہ ۱۰۰۰ھ میں اس کی کتابت سے فراغت حاصل کی[1]۔ اس میں ان مشاہیر

---

[1] اخبار الاخیار دیباچہ صفحہ ۱۲۔ ڈاکٹر ریو نے فارسی مخطوطات برٹش میوزیم صفحہ ۳۵۵ میں اخبار الاخیار کا سنہ ۱۰[illegible] تالیف بتایا ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ شاہ صاحب نے ان کی تاریخ تصنیف ذکر الاولیا سے نکالی ہے۔

صلحا و علما، کے حالات مذکور ہیں جو ابتدائے فتح اسلام سے الف عاشرہ کے اختتام تک سرزمین ہندوستان میں گذرے ہیں۔ خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی کے تذکرہ سے اسکی ابتدا کی ہے اور جملہ تراجم کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

طبقہ اول اس میں خواجہ بزرگ معین الدین چشتی اور ان کے خلفا، و مریدوں کا بیان ہے۔

طبقہ دوم۔ اس میں شیخ فریدالدین گنجشکر اور اُن کے معاصرین و مریدین کا تذکرہ ہے۔

طبقہ سوم۔ اس میں شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کے زمانہ سے تالیف کتاب تک مشاہیر ہر قرن کے حالات ہیں۔

ان طبقات کی ابتدا میں جناب غوث الثقلین شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے مناقب و محامد مذکور ہیں آخر میں اپنے اسلاف کا تذکرہ اور خود اپنے بعض واقعات ۹۹۵ھ تک بیان کیے ہیں۔

جذب القلوب الی دیار المحبوب مدینہ طیبہ کی جغرافیائی تاریخ ہے۔ علامہ نورالدین علی بن عفیف الدین عبداللہ بن احمد الحسینی السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ نے ایک کتاب وفاالوفا باخبار دارالمصطفٰے کے نام سے ۸۸۶ھ میں بمقام مدینہ منورہ لکھی اور ۸۸۸ھ میں مکہ معظمہ میں مسودہ صاف کیا۔ ۸۹۳ھ میں اس کا انتخاب کیا اور اس کا نام خلاصۃ الوفا رکھا۔ شاہ صاحب نے وفاءالوفا پر اپنی کتاب کی بنیاد رکھی۔ اس کے سوا

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) جس سے ۹۹۹ھ برآمد ہوتے ہیں۔ نیز ملا عبدالقادر بدایونی نے بھی اپنی تاریخ میں جو ۱۰۰۴ھ میں تمام ہوی ہے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب ۱۰۰۴ھ سے پہلے مشہور اور مروج ہو چکی تھی۔

جہاں کہیں دوسرے کتابوں سے مضامین اخذ کیے وہاں اُن کے حوالے لکھدئیے سنہ ۹۹۹ھ میں مدینہ منورہ میں شاہ صاحب نے اس کی تالیف شروع کی۔ اور ہندوستان واپس آنے کے بعد سنہ ۱۰۰۱ھ میں بہ مقام دہلی اس کا مبیضہ کیا یہ کتاب حسب ذیل سترہ ابواب پر منقسم ہے۔

باب اول۔ در ذکر اسماء مدینہ طیبہ
باب دوم۔ در فضایل و محامد مدینہ طیبہ
باب سوم۔ در ذکر ساکنان مدینہ طیبہ
باب چہارم۔ در ذکر اسباب ورود سید المرسلین در مدینہ طیبہ
باب پنجم۔ در ذکر ہجرت سید المرسلین
باب ششم۔ در کیفیت عمارت مسجد نبوی
باب ہفتم۔ در بیان تعمیر و ترمیم مسجد نبوی
باب ہشتم۔ در ذکر فضایل مسجد نبوی
باب نہم۔ در ذکر تعمیر مسجد قبا و دیگر مساجد متبرکہ
باب دہم۔ در ذکر آبار مدینہ طیبہ
باب یازدہم۔ در ذکر بعض اماکن مابین مکہ و مدینہ
باب دوازدہم۔ در ذکر فضائل روضہ اقدس
باب سیزدہم۔ در ذکر فضایل جبل احد و شہدائے احد
باب چہاردہم۔ در ذکر فضایل زیارت سید المرسلین
باب پانزدہم۔ در ذکر حکم زیارت قبر شریف
باب شانزدہم۔ در ذکر آداب زیارت سید المرسلین
باب ہفدہم۔ در ذکر آداب صلوۃ سید المرسلین

زاد المتقین الی سلوک طریق الیقین

شاہ صاحب نے اس میں اپنے ان شیوخ و اساتذہ کے حالات لکھے ہیں۔ جن سے سفر حجاز میں فیوضات باطنی اور علوم ظاہری حاصل کئے تھے یہ کتاب سنہ ۱۰۳۰ھ میں تمام ہوئی ہے، اور اس کے مضامین تین مقاصد پر منقسم ہیں۔

مقصد اول ۔ در احوال شیخ علی متقی۔

باب اول۔ در ذکر مجمل از ابتدائے حال و سیر و سلوک ایشان تا وصول بہ مکہ معظمہ و دریافت علماء و مشایخین حدیث و انتساب سلاسل مشایخ طریقت و اشتغال بہ تصنیف کتب و نشر علوم و تربیت طالبان حق۔

باب دوم ۔ در ذکر بعضی از طرق و آداب ایشاں و عبادات و ریاضات ایشاں

باب سوم ۔ در ذکر بعضے از مقالات و حکایات کہ دال اند بر طرق و آداب و اوضاع ایشاں

باب چہارم ۔ در ذکر بعضے از خوارق و کرامات ایشاں

باب پنجم ۔ در ذکر بعضے از انتہائے احوال ایشاں و ذکر قصۂ رحلت و آنچہ متعلق است بداں ۔

ضمیمہ ۔ رسالہ تبیین الطرق کہ اول مصنفات ایشاں است

مقصد ثانی ۔ در احوال شیخ عبدالوہاب متقی ۔

باب اول ۔ در ذکر مجملی از ابتدائے احوال ایشاں و وصول بہ مکہ مکرمہ و دریافت صحبت حضرت شیخ علی متقی ۔

باب دوم ۔ در ذکر طرق و اوضاع و آداب ایشاں در طریق تصوف

باب سوم ۔ در ذکر بعضے از مناقب و کرامات و احوال و مقامات و ریاضات و مجاہدات ایشاں کہ از زمان صغر تا ایں وقت بظہور رسیدہ بوجود آمد

باب چہارم ۔ در ذکر بعضے از عجائب و غرائب کہ در آوان مسافرت و زمان سیاحت دیدہ بود

باب پنجم ۔ در ذکر تشریف ایں فقیر بہ صحبت ایشاں و التزام ملازمت ایشاں در مدت اقامت آں مقام شریف و حصول اجازت خرقۂ خلافت علم حدیث و تصوف و ادعیہ و احزاب و دیگر عنایات و رجوع بوطن اصلی بامر ایشاں

مقصد ثالث ۔ در ذکر بعضے از مشایخ و فقرائے آں دیار رحمہم اللہ علیہم اجمعین ۔

(۱) شیخ محمد بن عراقی صاحب تنزیہ الشریعۃ (۲) شیخ ابوالحسن المصری البکری الشافعی المتوفی سنہ ۹۵۲ھ استاد مولانا محمد طاہر فتنی (۳) شیخ محمد بن شیخ ابی الحسن البکری المتوفی سنہ ۹۹۱ھ (۴) شیخ زین العابدین (۵) سید عبداللہ القادری الحضرموتی ۔ (۶) شیخ ابوبکر ابن سلم الحضرمی (۷) شیخ شہاب الدین احمد بن حجر المکی الہیثمی المتوفی سنہ ۹۷۳ھ

(۸) شیخ محمد حضاعی از فقہاے مصر (۹) شیخ احمد ابو الحرم المدنی المتوفی سنہ (۱۰) شیخ علی ابن جار اللہ القرشی المخزومی المکی (۱۱) شیخ محمد الحنفی (۱۲) شیخ محمد النوفری المصری المالکی المتوفی سنہ ۹۹۹ھ (۱۳) شیخ محمد البہنسی (۱۴) سید حاتم ابن احمد الدلوی الیمنی المخالی (۱۵) سیدی الشیخ الخضری (۱۶) شیخ عیسی المغزلی المدنی (۱۷) شیخ علی ابن عیسی الجبلی القادری (۱۸) مولانا اسمعیل شیروانی نقشبندی (۱۹) مولانا شیخ حاجی نصر اللہ بدخشی (۲۰) مولانا نصر اللہ سراری (۲۱) مولانا محمد (۲۲) شیخ عبد اللہ (۲۳) شیخ رحمت اللہ السندی (۲۴) شیخ مولانا عبد اللہ السندی (۲۵) فقیہ محمد نالیتی (۲۶) میاں خدا بخش وکنی

ذکر الملوک ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے سلطان معز الدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک واقعات تحریر کئے ہیں۔ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن سام کے فتح ہندوستان سے سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش کے جلوس تک جو زمانہ گذرا ہے اس کے حالات طبقات ناصری سے ماخوذ ہیں غیاث الدین بلبن نے فیروز شاہ تک آٹھ بادشاہوں کا تذکرہ تاریخ فیروز شاہی سے منقول ہے۔ اس کے بعد اکبر کے جلوس تک جس قدر بادشاہ ہوئے ہیں اُن کا احوال معتبر روایات اور عینی مشاہدات کی بنا پر مرقوم ہے۔

یہ کتاب سنہ ۱۰۲۰ھ میں تمام ہوی ہے اور اس کے مضامین حسب ذیل آٹھ مقالوں پر منقسم ہیں۔

مقالہ اول - در ذکر سلاطین دہلی	**مقالہ دوم** - در ذکر سلاطین بنگالہ
مقالہ سوم - در ذکر سلاطین جونپور۔	**مقالہ چہارم** - در ذکر سلاطین ملتان۔
مقالہ پنجم - در ذکر سلاطین گجرات	**مقالہ ششم** - در ذکر سلاطین دکن۔
مقالہ ہفتم - در ذکر سلاطین مالوہ	**مقالہ ہشتم** - در ذکر سلاطین کشمیر

شیخ فرید بخاری (وفات سنہ ۱۰۲۵ھ) جہانگیر کے امرا کے دربار سے گذرے ہیں۔ انکی

فرمائش سے سنہ ۱۰۱۲ھ میں شاہ صاحب کے فرزند شیخ نورالحق مشرقی نے ہندوستان کی مختصر تاریخ لکھی اور اُسے زبدۃ التواریخ کے نام سے موسوم کیا۔ یہ کتاب حقیقت میں ذکرالملوک کا ترمیم شدہ نسخہ ہے۔ اور اس میں نورالحق نے اکبر کی تخت نشینی سے زمانۂ ترتیب کتاب تک تخت گاہ دہلی اور اس کے ہمعصر سلاطین کا تذکرہ اضافہ کردیا ہے۔

شرح سفرالسعادۃ علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب بن محمد الفیروزآبادی المتوفی ۸۱۷ھ نے ایک رسالہ سفرالسعادۃ کے نام سے لکھا اور اس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادات و عادات و اعمال و اخلاق زکیہ نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کئے لیکن اصحاب ظواہر کی تقلید میں اپنے مدعا کے خلاف جو باتیں نظر آئیں اُن کے فاسد و باطل ہونے کا دعوا کیا۔ اور اکثر مواضع پر مذاہب مجتہدین کی مخالفت کی اور جو احادیث منشاء مصنف کے خلاف تھیں ان کو غیر صحیح قرار دیا۔ اس کے سوا کتاب کے آخر میں ایک باب اور شامل کیا جس میں بعض احادیث کی نسبت تحقیق و تنقید کی اور انھیں موضوع اور باطل ثابت کرنے میں ابن جوزی وغیرہ محدثین متاخر کی پیروی کی۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے پیروان مذاہب مجتہدین کے دلوں میں شبہات و ترددات کے پیدا ہونے کا قوی احتمال تھا۔ اس لئے شاہ صاحب کو اس کی شرح لکھنے کا خیال ہوا تاکہ حقیقت حال کا انکشاف ہو۔ خطا و اشتباہ کے مواضع ظاہر ہو جائیں پس شاہ صاحب نے اس رسالہ کی مبسوط شرح لکھی۔ اس میں توضیح و تشریح کے لئے موقع بہ موقع احادیث صحیحہ درج کئے۔ اور جن احادیث کو مصنف نے موضوع اور ناقابل اعتبار قرار دیا تھا ان کے صحیح ہونے کی نسبت حجج قاطعہ پیش کئے۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ لکھا اور اسے دو ابواب پر تقسیم کیا۔ پہلے باب میں علم حدیث کے اصطلاحات۔ کتب صحاح اور ان کے جامعین کا تذکرہ۔ روایات ثقہ و غیر ثقہ کی نسبت امور مابہ الامتیاز۔ تحقیق و تنقید کے اصول بیان کئے دوسرے باب میں ائمہ مذاہب اربعہ کے حالات اور فضائل و خصائص تحریر فرمائے۔

یہ شرح ۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۰۱۶ھ کو تمام ہوئی (ص ۱۰۱۵) مصنف نے اصل رسالہ کے دو نام رکھے تھے۔ سفر السعادۃ اور صراط المستقیم۔ اس لئے شاہ صاحب نے بھی شرح کو دو ناموں موسوم کیا۔ ایک طریق الافادہ دوسرا طریق القویم۔

شرح مشکوۃ المصابیح امام ابو محمد حسین بن مسعود الفرا البغوی المتوفی سنہ ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کے اسانید و مکررات کو حذف کرکے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنۃ رکھا۔ خطیب ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ العمری التبریزی نے اس پر نظر ثانی کی۔ اولاً احادیث کو ابواب پر تقسیم کیا۔ ثانیاً رواۃ حدیث کے نام اضافہ کئے ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اس کے ماخذات کا حوالہ لکھ دیا۔ اس ترتیب و تہذیب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید تالیف ہوگئی اور اسے مشکوۃ المصابیح کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان ۷۳۷ھ کو اس کی تالیف و تدوین سے فراغت حاصل کی۔

لمعات التنقیح (بزبان عربی) سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد شاہ صاحب نے اس کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا۔ عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں اسکی بنیاد ڈالی۔ سنہ ۱۰۱۹ھ کی ۱۳ ذی الحجہ کو اس کام کا آغاز کیا۔ چھ سال کی محنت شاقہ کے بعد ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۵ھ کو عربی شرح مکمل ہوئی۔ اور فارسی شرح کا نصف حصہ تکمیل پایا۔

اشعۃ اللمعات بزبان فارسی بقیہ نصف اس کے چار سال بعد سنہ ۱۰۲۹ھ میں تمام ہوا شاہ صاحب نے اس کا نام اشعۃ اللمعات رکھا اور اس میں عربی شرح سے بہت زیادہ فوائد نفیس وحقایق دقیقہ بیان کئے۔ ابتدا میں ایک مقدمہ لکھا جس میں اولاً احادیث کے اصطلاحات جمع کئے۔ اس کے بعد ان پندرہ جامعان حدیث کے تراجم لکھے جن کی کتابوں سے صاحب مشکوۃ نے احادیث نقل کئے ہیں۔ اور ان کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) الامام الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن اسمعیل الجعفی البخاری المتوفی سنہ ۲۵۶ ہجری

صاحب جامع الصحیح (۲) الامام الحافظ ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری المتوفی ۲۶۱ھ ہجری۔ صاحب جامع الصحیح (۳) الامام مالک بن انس الحمیری الاصبحی المدنی المتوفی ۱۷۹ھ صاحب الموطا (۴) الامام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المتوفی ۲۰۴ھ صاحب المسند (۵) الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ صاحب المسند (۶) الحافظ ابی داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی المتوفی ۲۷۵ھ صاحب السنن (۷) الامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ صاحب الجامع الصحیح (۸) الحافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی المتوفی ۳۰۳ھ صاحب السنن (۹) الحافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی المتوفی ۲۷۳ھ صاحب السنن (۱۰) الامام الحافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی المتوفی ۲۵۵ھ صاحب السنن (۱۱) الامام الحجۃ ابوالحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ صاحب السنن (۱۲) الامام ابوبکر احمد بن حسین بن علی الخسروجردی البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ صاحب سنن الکبیر (۱۳) الامام رزین بن معاویۃ العبدری السرقسطی المتوفی ۵۳۵ھ صاحب تجرید الصحاح (۱۴) الامام الحافظ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی المتوفی ۶۷۶ھ شارح صحیح مسلم (۱۵) الامام ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی البغدادی المعروف بابن الجوزی المتوفی ۵۹۷ھ

شرح فتوح الغیب شاہ صاحب نے شرح مشکوٰۃ کے اثنائے تالیف میں غوث الثقلین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رض المتولد ۴۷۱ھ المتوفی ۵۶۱ھ کی کتاب فتوح الغیب کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ لمعات التنقیح کو ختم کرنے سے پہلے اُس کے اسرار و غوامض حل کرنے کے لئے شرح لکھی اور اس کا نام مفتاح الفتوح رکھا۔

مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ ۔ شاہ صاحب مدت دراز سے ارادہ کر رہے تھے کہ ایک مبسوط کتاب سیر مصطفوی میں تالیف کریں۔ ان کے فرزند عزیز شیخ نور الحق بھی اس ارادے کی تائید کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سفر السعادۃ اور مشکوٰۃ المصابیح کے شروح

بسوط کی ترتیب و تکمیل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مدارج النبوت کی تصنیف میں مصروف و مشغول رہے اور کئی سال کی محنت کے بعد سنہ ۱۰۴۰ھ کے حدود میں اسے تمام کیا اور اس کے مضامین حسب ذیل پانچ اقسام پر تقسیم کئے۔

قسم اول۔ در ذکر فضایل و کمالات جناب سید المرسلین صلعم

قسم دوم۔ در ذکر ولادت مبارک و نبوت و ہجرت

قسم سوم۔ در ذکر وقائع سنوات کہ از ہجرت تا مبادی مرض وفات وقوع یافت

قسم چہارم۔ در ذکر حدوث مرض و وفات و تجہیز و تکفین وغیرہ

قسم پنجم در ذکر اولاد طاہرہ و ازواج مطہرہ و اعمام و عمات و اخوات رضاعی و خدام و موالی و کتاب عمال و موذنین وغیرہ

تکملہ در بیان بعضے از صفات کاملہ

کتابیات

شاہ صاحب کے حالات کتب ذیل میں دیکھئے۔

۱۔ منتخب التواریخ	ملا عبد القادر بدایونی	کلکتہ جلد سوم	صہ ۱۱۳
۲۔ توزک جہانگیری	نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ	لکھنو	صہ ۲۸۵
۳۔ بادشاہ نامہ	ملا عبد الحمید لاہوری	کلکتہ سنہ ۱۸۶۷ء جلد اول حصہ دوم	صہ ۳۴۱
۴۔ طبقات شاہجہانی	محمد صادق	نسخہ خطی طبقہ دہم باب اول	
۵۔ کلمات الصادقین	محمد صادق	ذکر صد و دہم	
۶۔ عمل صالح	محمد صالح کنبوہ	نسخہ خطی خاتمہ در ذکر علما و صلحا	
۷۔ ماثر الکرام	میر غلام علی آزاد بلگرامی	مطبع آگرہ سنہ ۱۹۲۰ء	صہ ۲۰۰
۸ سبحۃ المرجان	میر غلام علی آزاد بلگرامی	بمبئی سنہ ۱۳۰۳ھ	صہ ۵۲

۹- مظہر آدم ترجمہ سبحۃ المرجان — مولوی محمد شمس الدین احمد — لکھنو ۱۸۷۵ء — ص ۸۰

۱۰- آثار الصنادید — ڈاکٹر سر سید احمد خاں مرحوم — کانپور سنہ باب سوم — ص ۶۳

۱۱- ابجد العلوم — نواب صدیق حسن خاں قنوجی — بھوپال ۱۲۹۶ھ — ص ۹۰۰

۱۲- اتحاف النبلا — نواب صدیق حسن خاں قنوجی — بھوپال — ص ۳۰۳

۱۳- حدائق الحنفیہ — مولوی فقیر محمد — لکھنو ۱۸۹۱ء — ص ۴۰۹

۱۴- تذکرہ علمائے ہند — مولوی رحمان علی ریوانی — لکھنو ۱۸۹۴ء — ص ۱۰۹

۱۵- بحر زخار — مولوی وجیہ الدین لکھنوی — خطی

۱۶- محبوب الالباب فہرست کتب خانہ — مولوی خدا بخش خاں — حیدرآباد سنہ ۱۳۰ھ — ص ۱۵

۱۷- مفتاح التواریخ — طامس ولیم بیل — لکھنو ۱۸۶۶ء — ص ۲۴۶

۱۸- تاریخ ہندوستان — سر جان الیٹ — لندن جلد ششم — ص ۱۷۵

۱۹- اورینٹل بیاگرفیکل ڈکشنری — طامس ولیم بیل — لندن — ص ۲

۲۰- فہرست مخطوطات فارسی برٹش میوزیم - چارلس ریو — جلد اول — ص ۱۴

۲۱- انسائیکلوپیڈیا آف اسلام — جلد اول — ص ۳۹

ضمیمہ

(۱)

اقتباس از منتخب التواریخ تالیف ملا عبدالقادر بدایونی در سنہ ۱۰۰۴ھ

شیخ عبدالحق دہلوی حقی تخلص میکند کہ مجموعہ کمالات و منبع فضایل است و جمیع علوم عقلی و نقلی را درس می گوید - و در تصوف رتبہ بلند دارد - واز جملہ تصانیف

او ترجمہ تاریخ مدینہ سکینہ و کتابی ست در احوال مشایخ و متاخر ہند کہ ذکر اللاولیا تاریخ آں ست۔ از عنفوان شباب در طلب داشت۔ و چند گاہی در شیخ پور بنا بر الفت قدیم با ملک الشعرا شیخ فیضی و مرزا نظام الدین احمد صاحب بود۔ و فقیر نیز بتقریب ایشاں شرف خدمتش را دریافتہ پیوستہ از فواید صحبتش محظوظ بودم۔

و توفیق رفتن بکعبہ شریفہ رفیق او شد از دہلی بطریق جذبہ بہیچ چیز مقید ناشدہ بہ گجرات رفت و بحسن سعی مرزا نظام الدین احمد و مددگاری او در جہاز نشستہ بہ سفر حجاز رفت۔ با حاجی بیگم از حج بازگشتہ با گرہ آمد

و ملک الشعرا شیخ فیضی بعد از آمدن از ولایت دکن بنا بر روش قدیم ستم ظرفیا کہ یاراں را برای گرمی مجلس و ہم زبانی خویش بجاں می خواست۔ او پیوستہ خطی چند مشتمل بر اظہار شوق طلب شیخ حقی از لاہور فرستاد و او از نہایت آزاری کہ در دل داشت نیامد و مکاتیب عذر آمیز نوشت۔

(۲)

اقتباس از کتاب طبقات شاہجہانی تالیف ملا محمد صادق ہمدانی در ۱۰۴۶ھ

طبقہ دہم باب اول

در سال نہصد و نود و پنج بطریق جذبہ بحرمین شریفین رفت و با شیخ عبدالوہاب متقی کہ خلیفہ اعظم و جانشین شیخ علی متقی رضی اللہ عنہما بودہ صحبت داشت و علم حدیث تصحیح نمود۔ و اسناد عالی حاصل کرد۔ از طریقہ قادریہ و شاذلیہ مجاز شد و برخصت شیخ عبدالوہاب متقی بوطن اصلی مراجعت نمود۔ و بہ دہلی آمد۔ در سال ہزار و ہشت حضرت قطب الدین خواجہ محمد باقی اویسی نقشبندی قدس سرہ بدار المعارف دہلی ارزانی

و فرمودہ مستعدان و خدا پرستان عالی فطرت گرد آں مرکز دائرہ قطبیت جمع آمدند حضرت مخدوم را فراوان محبت و اخلاص بہ حضرت خواجہ پیدا شد۔ بعد از اشارہ حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین جیلانی اخذ طریقہ نمودہ بہ طریقہ نقشبندیہ مشغول شد و بعد از چندگاہ اجازہ ارشاد طریقہ نقشبندیہ از آنحضرت یافت۔ و بعد از وفات حضرت خواجہ حلاوت پاشتی خلوت و عزلت در مذاق حضرت مخدوم غالب آمدہ ترک آمد و رفت خانہ عالمیاں کرد۔ تا امسال کہ سال ہزار و چہل و شش است پائے شکیبائے ازاں پیچیدہ بدرس و تلقین نیازمندان علم و عرفاء دہلی بردارند و تمامی اوقات بابرکات بہ مطالعہ و درس حدیث و تفسیر مصروف است و عام خاص از انفاس متبرکہ وے محظوظ و مسرور است و پیوستہ بہ تصنیف کتب دینیہ اشتغال دارد۔ و در علوم عقلی و نقلی تصانیف کردہ است و تمام تصانیف وے صغیر و کبیر تا سال مذکور قریب صد یا شد۔ ازاں جملہ شرح سفر السعادۃ و شرح مشکات و ترجمہ مشکات در سیر مدارج النبوت دریں ایام بہ کلک تحریر سپردہ۔

(۳)

اقتباس از توزک جہانگیری

شیخ عبدالحق دہلوی کہ از اہل فضل و ارباب سعادت است دریں آمدن دولت ملازمت دریافت کتابی تصنیف نمودہ بود مشتمل بر احوال مشائخ ہند بنظر در آمدہ خیلکے زحمت کشیدہ مدتہاست کہ در گوشۂ دہلی بوضع توکل و تجرید بسری بلود مرد گرامی است صحبتش بے ذوق نیست بانواع مراحم دلنوازے کردہ رخصت فرمودم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پروردگار عالم جل جلالہٗ و عم نوالہٗ بفرستادۂ خود و برگزیدۂ درگاہ خود صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحبہ وسلم میفرماید قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
ولو جئنا بمثلہ مددا و در جائے دیگر میگوید ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من
بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ باید دانست کہ مراد بایں کلمات کہ اگر ہفت دریا سیاہی
شود و درختان ہمہ قلم گردد و ہنوز سپری نشود علوم و معانی است کہ دانائے غیب از کتاب
لاریب بہ بعضے از بندگان خود کہ تلامذہ درس قدس و خوانندگان کتاب مبین اویند
تعلیم و تلقین نمودہ است و جواہر حقائق و اسرار کہ از خزاین جود و موہبت نثار وقت
عارفان ساختہ و کنوز معارف و مواہب کہ از عالم لانہایۃ لہ در بواطن قدس مواطن ایشان
نہادہ و بر لسان وقت و حال و زبان تقریر و تحریر ایشان جاری گردانیدہ است و الا
آنچہ صفات حق و ہو و ذات مطلق ست منزہ و مقدس است کہ بایں تمثیل و تنظیر
ازاں تعبیر و تقریر نمایند آنجا بے نہایت گفتن اثبات تحدید و ثنائے و تقیید تبریہ و تقصیر
و کوتاہی ست چہ جائے ایں مبالغہ کہ تا نظر بہ تقیید و مشعر بہ تحدید ست ؎

آنجا کہ بینہایتی علم اقدس است | تمثیل را بہ بحر د در نقعاں مجال نیست
ہر پایہ کمال کہ در فہم ما رسد | در بارگاہ حضرت باری کمال نیست
ایں بینہایتی صفت خلق خالق است | نسبت بذات مطلق حق جز خیال نیست

اول موجی کہ از دریائے وحدت جوش زد نخستین کلماتی کہ در کتاب لاریب فیہ نوشتہ آمد علوم و فیوض غیر متناہی الٰہیست کہ بر روح پر فتوح محمدی کہ روح کل و عقل اول و موجود ثانی است و مرآت صور تمامہ حقائق وجوبی و امکانی و جفر جامع حروف و اسمائے الٰہی و کتابی است فائض و نازل گشت و ہر چہ در کتاب غیب و شہادت وحدت و کثرت ذات و صفات مکتوب و مسطور و مذکور بود ہمہ در لوح محفوظ ضمیر و کتاب مبین قلب وی ثبت یافت حقیقت محمدی را دریائے داں کہ ماہیات اشیاء و حقائق موجودات ہمہ امواج آں بحر مواج اند بعضی مثل آنہار و جداول و بعضے مثل اسقیہ و قرب و برخی مشابہ کوز و اقداح و پارۂ بہ مشابہ ظرف و قطرات و ہر یکے بقدر استعداد و استمداد نصیبہ فیضی از آں دریا دارند نخست شاگرد رشید اوستاد ازل اوست کہ تحصیل علوم غیب استفادۂ معارف لاریب کہ کلمات اللہ و کلمات ربی عبارت از اں است تحصیل کردہ و تکمیل نمودہ ہم دراں عالم مدرسہ محمدیہ در بانیہ کہ بنا کردۂ صانع قدیم ست خلافت عن اللہ بر مسند تدریس جلوہ فرمودہ بر ارواح انبیا کہ طلبہ علم غیب و خوانندگان کتاب لاریب اند افادہ و افاضہ نمودہ و ہمہ را تعلیم و تربیت فرمود کنت نبیاً و آدم بین الماء و الطین اشارتی بہ شرح و بیان آں داستان است یعنے پیش از خلق اجساد و اشباہ روح من در عالم ارواح بہ صفت نبوت دانا بود و تقدیم و ترتیب ارواح انبیا متصف بودم و انبیا و رسل ہمہ حکم امت داشتند و از ینجا کہ نبی الانبیاء و امام الرسل از القاب و صفات منقبت آیات اوست ؎

خیر الوریٰ امام رسل خواجۂ دو کون | او از خدا و ہر چہ جز او منتہی از و
شاگرد کردگار جہاں اوستاد خلق | دریائے علم و مخزن دیں کان گفت و گو

او جان جملہ عالم حق جان جان شمار　　حق را بغیر واسطۂ ذات او مجو

وصل

بعد از نزول و انتقال از آں عالم حضرات انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ
حاضران مجلس علم و شاگردان حوزۂ درس او بودند و ہریکی کتابی از علم و بابی از دین خواندہ
وتحصیل نمودہ بود بر مسند افادہ نشستہ کلمات اللہ را بر خلق افادہ و افاضہ فرمودند مقدم
ایشاں آدم صفی آمد کہ با وجود نسبت ابوت در درس آں خلف صدق زانوی ادب زدہ
صحاح لغات اسمارا تعلم نمودہ بود بر مسند خلافت تکیہ زدہ۔ ساکنان ملاء اعلیٰ را تعلیم
وتعیین نمودہ حق استادی بر ایشاں ثابت گردانیدہ مقدوم و مسجود ایشاں گشت و غلغلہ
در کشور ملکوت افگند و تمامہ کائنات از تحیر و تعجب انگشت بر دہاں نہادند و دست بر
دست زدند کہ ایں چیست کہ لعبتی از خاک بسازند و چنیں بنوازند و بر پاک زادان عالم
ملکوت سرفراز گردانند و ندانستند کہ ایں خاک گنجینۂ اسرار احدی و مستودع جوہر محمدی
و اسرار نامہ الٰہی و مجموعہ کلمات نامتناہی است و بحقیقت مقصود اقامت تحت ربوبیت
و تعلیم آداب عبودیت و اثبات افضلیت علم بر عبادت و اتمیت کلمات اللہ بر تسبیح
و اظہار احجیت و فوقیت حاضران مدارس علم بر ساکنان صوامع قدس بود و آدم بجہت
مظہریت اسماء و صفات الٰہی را نسخہ بود جامع و کتابی بود وافی مشتمل بر آیات و کلمات
الٰہی تعالیٰ و تقدس و ملایکہ را بمطالعۂ آں علوم و معارف معلوم و منکشف شد کہ ہرگز آں را
نخواندہ و ندیدہ بودند و بایں جہت نیز آدم را بر ملائکہ حق استادی بہم رسید مگر کوردلی
و سیہ بختی کہ ایں آیات نخواندہ و در کوچہٴ جہل و عتو فرو رفتہ بداغ طرد و لعن موسوم آمد
از دیوان سعادت نام ایں محو شد نعوذ باللہ من ذٰلک بعد ازاں چوں بحکم ترکیب بشری
و مقتضای حکمت الٰہی خطیۂ از آدم بوجود آمد بتلقی کلمات انابت و رحمت از پروردگار
تعالیٰ و تقدس کہ فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ بہ مقامی بالاتر از اجتباء

وہابیش نشست و جامعیت دیگر یافت و بعد از آدم صفی ایں کلمات از ابراہیم خلیل
رب جلیل ظہور یافت کہ بعد از اتمام و ادائے حقوق آں بہ منصب امامت و مقام خلت
اختصاص یافت واذا ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما
و بعد از ابراہیم موسیٰ کلیم اللہ مشرف و مخصوص بکلمات گشت و بے واسطہ کلام حق شنید
وکلم اللہ موسیٰ تکلیما و پس از کلیم عیسیٰ روح اللہ آمد و مسمیٰ بکلمۃ اللہ شد و در مہد سخن کرد و
در عہد طفولیت، کتاب اللہ خواند و بہ آں کلمات مردہ را زندہ گردانید و ابرار اکمہ و ابرص
کرد و ہمہ انبیاء و اولیا مظہر کلمات اللہ و محل خطاب اویند بلکہ ہمہ ذرات کائنات و اجزائے
عالم ناطق بہ ثنائے حق و شاہد بر کمالات الٰہی و مظہر کلمات نامعدود و نامتناہی وی
تعالیٰ و تقدس اند چنانکہ اگر ہفت دریا سیاہی شوند و ہمہ درختان قلم گردند ہمہ ذرات
زباں باشند سیری نگردد۔ نظم

ہمہ ذرات آیات آلہ اند	بر اثبات وجود او گواہ اند
زبان حال ہر ایک گشتہ گویا	کہ موجود حقیقی لیس الا
کلام آخر ہمیں نی صورت حرف است	کہ قانون بیانش نحو و صرف است
کلام البتہ موقوف زباں نیست	اگر نبود زباں آں از زیاں نیست
وگر ہم ہست ہر یک را زباں نیست	بزیر ہر زباں شیریں بیاں ست
ہمہ کس با زبان خویش گویاست	بعلم کش خدا داد ست داناست
ہر آنچہ کرد بر معنی دلالت	بود لفظی کلام از وے جہالت
بایں معنی ہمہ عالم کلام ست	بگوش اہل دل زانسو پیام ست
ز ہر ذرہ شنو گر گوش داری	بآواز بلند اوصاف باری

وصل

بعد از ظہور عالم اجسام و انقضای دور نبوت انبیائے کرام علیہما الصلوٰۃ والسلام

حکمت الٰہی اقتضای آن کرد چنانچه ابتدائی کارخانهٔ نبوت و فتح باب فیض و فتوت و
تعلیم و تربیت بروح پرفتوح محمدی بود صلی الله علیه وسلم ختم و انتهائی این کار نیز بوی کرد
و دورهٔ ایجاد و امداد بوی تمام شود پس همان روح اعظم و عقل کل بصورت عنصری و هیکل
بشری وی متعلق شده از علوم و فیوض که تعلق باین نشأه داشت افاده و افاضه
شرح و بیان کلمات الله نموده عالم و عالمیان را تا در قیامت مملو و مشحون گردانید
نخست عصابهٔ صحابه که به استفاضه و استفاده قربت نزد جماعهٔ اہل بیت نبوت که بطهارت
و اصابت مخصوص تر بودند جداول و انهار آن دریا و کواکب و اقمار آن بیضا گشتند
و عالم را از آثار علم و انوار هدایت مستفیض و مستضی گردانیدند و بعد از ایشان تابعین و
تبع تابعین که پیران راسخین و وارثان علم دین اند کمر جد و اجتهاد بسته و در نشر علم اصولاً
و فروعاً کوشیده لواء دین و رایات اسلام محکم و کلمة الله هی العلیا باعلی علیین بردند
و آفاق و اکناف عالم را شرقاً و غرباً بانوار علوم و فهوم روشن ساختند و از یک کلمه کلمات
و از یک حرف حکایات استنباط نمودند و شجرهٔ طیبهٔ علم را که مثال کلمهٔ طیبه است بصفت
اصلها ثابت و فرعها فی السماء از حضیض ثری باوج ثریا بردند قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم لو کان الدین معلقاً بالثریا لناله رجال من فارس و بعد از ایشان جماهیر
ثقات و مشاهیر علما اخبار و آثار روایت کرده انواع علوم و اقسام فنون فراهم آورده
و قواعد و اصطلاحات بسته و کتب و دفاتر ساخته و ابواب و فصول ترتیب داده
از حد حصر و حیطهٔ قیاس بیرون بردند و همچنین قرناً بعد قرن علما و فضلا و فصحا و بلغا
که از افاضل ملت و اکابر و اعیان این خیر امت و مکثران سواد علم و شحنهای بلاد فضل
و نبلای وقت و فضلای روزگار اند در هر اقلیمی و هر ولایتی و هر شهری درین مدت
یکهزار و کسری پیدا شدند که در هیچ ملتی و امتی از امم سابقه و ملل سالفه با وجود امداد مدد
طول اعمار بوجود نیامده و ظهور نیافتند خصوصاً از طایفهٔ درویشان از اہل صفوت و

ولایت و زہادت و عبادت و ریاضت و مجاہدت کہ مطالع انوار معرفت و مخازن اسرار محبت و مظہر کرامات و مصدر خوارق عادت و اصحاب کلمات و عبارات ظاہر و اہل رموز و اشارات و احوال و مقامات ایں طایفہ علیہ است قدس اللہ اسرارہم و اظہر انوارہم

وصل

وچوں ایں انوار سرمدی از مطالعہ انوار محمدی علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات اکملہا بر اطراف و اکناف ہندوستان تافتہ بر معمورہ دہلی کہ مرکز دائرہ ولایت و کرامت و قبتہ الاسلام دین و ملت ست قرار یافت جمعی کثیر و جم غفیر از طوائف انام و قبائل اہل اسلام از مشائخ عظام و علماء کرام و فصحای شیریں کلام از آفاق عالم از ولایت عرب و عجم نزول اجلال نمودہ دریں بلدہ کرامت انجام اقامت فرمودند. و اطراف و اکناف ایں دیار کہ بہ ظلمت کفر و جہل تنگ و تیرہ شدہ بود بہ نور ایمان و علم روشن و کشادہ گردانیدند و کاتب سطور عصمہ اللہ او قاتہ عن الضیاع و الفتور تذکرہ ملوک و امراء در تاریخ نامہ ایں دیار کہ مسمی بہ ذکر ملوک[1] و متضمن تاریخ تصنیف است ضبط نمودہ ذکر مشائخ صلحا در کتاب اخبار الاخیار[2] کہ موسوم بہ سمت شیوع و اشتہار است ذکر کردہ اما ذکر فضلا

---

[1] ذکر ملوک۔ ہندوستان کی عام تاریخ ہے اس میں سلطان معز الدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک سلاطین دہلی اور ان کے ان معصر بادشاہوں کا تذکرہ ہے جو بنگالہ دکن گجرات مالوہ۔ جون پور۔ ملتان اور کشمیر وغیرہ ممالک میں برسر حکومت رہے ہیں۔ یہ کتاب ۱۰۰۵ھ میں تصنیف ہوی ہے۔ ذکر ملوک تاریخی نام ہے۔ اسکی مفصل کیفیت ہمارے مضمون مورخین ہند میں دیکھیے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ جو اورنگ زیب عالمگیر کے اونتیسویں سال جلوس میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن تاریخ کے نمبر ۲۰۶ پر تاریخ حقی کے نام سے موجود ہے۔

[2] اخبار الاخیار۔ ہندوستان کے مشائخ صوفیہ کا بہترین تذکرہ ہے ۹۹۹ھ میں تصنیف ہوا ہے ذکر الاولیا اس کا تاریخی نام ہے۔ نام و تاریخ ایں کتاب عزیز گر کنی ذکر اولیاء احسن اسمیں خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی رح کے عہد سے زمانہ تالیف کتاب تک دوسو چوراسی بزرگوں کے حالات ہیں۔ ہندوستان میں کئی مرتبہ طبع ہوا ہے بمقام میرٹھ۔ مطبع ہاشمی ۱۲۷۷ھ۔ بمقام دہلی۔ مطبع محمدی ۱۲۸۳ھ و مطبع مجتبائی ۱۳۰۹ھ

از علما و شعرا تعداز حزم و یقین به آنکه بسیار بودند چون نام و نشان ایشان پیدا نیست و افعال و آثار تصنیفات و تالیفات هویدا نتوانست نوشت۔

شعر

ان آثارنا تدل علینا ۔۔۔ فانظروا بعدنا الی الآثار

و اگرچه میتواند که بوجود آمده باشد اما چون باقی نماند و مشهور نشد حکم هبآءً منثورا دارد و قبول و اشتهار نعمتی دیگرست که از اختیار بنده بیرون ست ؎

قبول خاطر آں در دست کس نیست ۔۔۔ به مقبولی کسی را دست رس نیست

رزقنا الله مگر چندے که نام و نشان ایشان مذکور و تصانیف و توالیف مکتوب و مسطور است یکی ازاں افاضل که در زمان کرامت نشان سلطان[1] ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش انار الله برہانہ که او را سلطان نصیر الدین غازی گویند قاضی منہاج[2] الدین جوزجانی بود مولف تاریخ طبقات[3] ناصری که بنام سلطان مذکور نوشته یادگاری برآئے۔

---

[1] سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش ۔ یہ بادشاہ ۶۴۳ھ سے ۶۶۴ھ دہلی میں برسر حکومت رہا ہے ۔ طبقات اکبری صـ ۳۵ منتخب التواریخ طبع لکھنؤ صـ ۵۱ تاریخ فرشتہ طبع ۔۔۔

[2] قاضی منہاج الدین ۔ پورا نام منہاج الدین بن سراج الدین جوزجانی ہے اس کے حالات نہایت اختصار کے ساتھ اخبار الاخیار صـ ۷ میں مذکور ہیں اس کا اور اس کے اجداد کا مفصل تذکرہ نواب ضیاء الدین احمد خاں المتخلص بہ نیر نے طبقات ناصری سے اخذ کر کے مرتب کیا ہے جو برٹش میوزیم میں مشرقی شعبہ کے نمبر ۱۸۰۷ پر محفوظ ہے نیز یورٹی نے بھی ترجمہ طبقات ناصری کے دیباچہ میں اس کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔

[3] طبقات ناصری دنیا کی عام تاریخ ہے اور ۶۵۸ھ کے قریب تمام ہوئی ہے اس کے مضامین (۲۳) طبقات پر منقسم ہیں (۱) ذکر انبیاء علیہم السلام (۲) ذکر خلفاء راشدین (۳) ذکر خلفاء بنی امیہ (۴) ذکر خلفاء عباسیہ (۵) ذکر سلاطین عجم (۶) ذکر سلاطین عرب (۷) ذکر سلاطین طاہریہ (۸) ذکر سلاطین صفاریہ (۹) ذکر سلاطین سامانیہ (۱۰) ذکر سلاطین دیالمہ (۱۱) ذکر سلاطین سبکتگینیہ (۱۲) ذکر سلاطین سلجوقیہ (۱۳) ذکر سلاطین سنجاریہ (۱۴) ذکر سلاطین

خود گذاشته است اگرچہ در بلاغت و براعت چنداں ید طولانی ندارد امّا کلام او از اختصار و ایجاز بے گوشہ متانت و پختگی نیست برخی از احوال وی از آنچہ و ملفوظات مشایخ مذکور ست در اخبار الاخیار مسطور است رحمۃ اللہ علیہ

دیگر ضیاء[1] برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی[2] کہ بعد از طبقات ناصری از ابتدای سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن تا احوال شش سالہ فیروز شاہ نوشتہ است و تالیفہا در سالہا ے دیگر نیز دارد[3] مرید شیخ نظام الدین اولیا است قدس سرہٗ چیزی از احوال و اقوال وی نیز در اخبار الاخیار مذکور ست رحمۃ اللہ علیہ

(بقیہ گذشتہ) نیمروز (۱۵) ذکر سلاطین کردیہ (۱۶) ذکر سلاطین خوارزم شاہیہ (۱۷-۱۸-۱۹) ذکر سلاطین شمسیہ (۲۰-۲۱-۲۲) ذکر سلاطین ہندوستان (۲۳) ذکر خروج چنگیز خاں - ریورٹی نے پہلے چھ طبقات کو چھوڑ کر باقی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو دو جلدوں میں ۱۸۷۳ء سے ۱۸۹۷ء تک لندن میں طبع ہوا ہے - ڈاکٹر لیس نے فارسی متن کے آٹھ طبقے (۱۱-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳) ۱۸۶۴ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوائے ہیں -

[1] خواجہ ضیاء الدین برنی - اخبار الاخیار کے صفحہ (۱۰۰) پر ان کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ ملتے ہیں مولوی سید حسن برنی نے تاریخ فیروز شاہی سے اخذ کر کے خواجہ صاحب کا ایک مبسوط تذکرہ مرتب کیا ہے جو دہلی کے رسالہ جامعہ بابتہ ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا ہے - خواجہ صاحب نے ۷۵۸ھ کے بعد انتقال کیا اور مقبرہ سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء کے جوار میں مدفون ہوئے -

[2] تاریخ فیروز شاہی - طبقات ناصری کا تکملہ ہے اس میں سلطان غیاث الدین بلبن کی تخت نشینی (۶۶۴ھ) سے سلطان فیروز شاہ کے چھٹے سال جلوس (۷۵۸ھ) تک تخت گاہ دہلی کے آٹھ بادشاہوں کا مفصل تذکرہ تحریر ہے - ڈاکٹر سید احمد خاں مرحوم نے اسکی تصحیح کر کے ۱۸۶۲ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع کرایا ہے -

[3] خواجہ ضیاء الدین کی دیگر تصنیفات کے بعض نام یہ ہیں - ماثر السادات - حسرت نامہ - تاریخ آل برامکہ وغیرہ آخر الذکر کتاب ۱۸۸۳ء میں بمبئی میں چھپی ہے -

وبعد از دی مردی دیگر تتمہ احوال سلطان فیروز شاہ و احوال بادشاہان گجرات مسمیٰ بتاریخ بہادر شاہی[1] نوشتہ رفتہ است و تاریخ محمدی[2] نیز تاریخی ست کہ شخصی نوشتہ و تاریخ دیگر شمس سراج عفیف نوشتہ است[3]

و یکی از آنہا کہ مشہور ست بہ تصانیف و توالیف نظماً و نثراً ضیاء نخشبی[4] است کہ در بداون بود اگرچہ سخنان او نہ دراں مرتبہ است کہ تواں ذکر کرد امّا مردی بود در

---

[1] تاریخ بہادر شاہی - یہ کتاب اس وقت نہایت نایاب ہے۔ بہادر شاہ بادشاہ گجرات (۹۳۲ھ تا ۹۴۳ھ) کے ایما سے تصنیف ہوی ہے اس میں امیر ناصر الدین سبکتگین کے زمانہ سے بہادر شاہ کی تخت نشینی تک سلاطین ہند و گجرات کے حالات مرقوم ہیں۔ عہد مغلیہ میں جو تاریخیں لکھی گئی ہیں ان میں اس کا حوالہ اکثر جگہ ملتا ہے مثلاً طبقات اکبری ص۳ تاریخ فرشتہ جلد اول ص۲ مراۃ سکندری ص۳ مراۃ سکندر منجہو مصنف مراۃ سکندری نے اس کی نسبت اپنی حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے "بعد از ان شخصے تاریخ بہادر شاہی نوشتہ بعبارتی کہ مدعا ازاں مفہوم نمی شود مگر بہ قرینہ و قیاس"

[2] تاریخ محمدی - یہ کتاب بھی اس وقت نہایت نایاب ہے۔ خواجہ نظام الدین احمد بخشی نے اس کا نام بھی طبقات اکبری کے ماخذات میں درج کیا ہے۔ طبقات اکبری ص۳

[3] شمس سراج عفیف کی کتاب کا نام تاریخ فیروز شاہی ہے اس میں مصنف نے سلطان فیروز شاہ (۷۵۲ھ تا ۷۹۰ھ) کے حالات ولادت سے وفات تک نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔ ڈاکٹر ناموس نے ۱۸۹۱ء میں بہ مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں اسے طبع کرایا ہے۔

[4] مولانا ضیاء الدین نخشبی: ان کے حالات اخبار الاخیار میں صفحہ ۱۰۱ پر مرقوم ہیں انھوں نے نظم و نثر میں بہت سی تصنیفات اپنی یادگار چھوڑی ہیں مثلاً سلک السلوک یہ کتاب تصوف میں ہے اور ۱۳۱۲ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوی ہے۔ گلریز - یہ ادبی تصنیف ہے اسے مسٹر آزو اور محمد کاظم شیرازی نے تصحیح کر کے ۱۹۱۲ء میں بہ مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوایا ہے۔ کلیات و جزئیات عشر مبشرہ۔ چہل ناموس طوطی نامہ - ان کتابوں کے قلمی نسخے برٹش میوزیم اور انڈیا آفس کے

گوشہ غربت خمول افتادہ و از مدح و ذم رد و قبول و اعتقاد و انکار خلق دم بستہ و خود زبان کشادہ ذکر وی نیز در اخبار الاخیار کردہ شدہ است و نقلی چند از سلک سلوک کہ از میان تالیفات وی در بیان سخنان این قوم بدل نزدیک تر است ایراد یافتہ و در بداؤنی

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

طوطی نامہ کو مولانا نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس میں طوطے کی کہی ہوی باون کہانیاں مذکور ہیں۔ ترکی۔ فارسی۔ اردو جرمنی اور انگریزی زبانوں میں اس کے متعدد خلاصے اور ترجمے ہوئے ہیں جنکی تفصیل ہماری کتاب اردوے قدیم کے ضمیمہ دوم میں مذکور ہے اور اس کا اختصار یہ ہے۔

فارسی زبان میں طوطی نامے کے دو خلاصے ہوے ہیں (۱) از شیخ ابوالفضل علائی اس کا نسخہ کتب خانۂ آصفیہ میں موجود ہے فن قصص ۱۴۵ (۲) از سید محمد قادری یہ ۱۸۰۱ء میں بہ مقام کلکتہ اور ۱۸۰۱ء میں بہ مقام لندن چھپا ہے۔

مولانا ضیاء الدین کا اصل طوطی نامہ حسب ذیل زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔

(۱) ترکی زبان میں بعہد سلطان سلیمان اعظم (۹۲۶ تا ۹۷۴ھ) ترجمہ ہوا اس ترکی ترجمہ کو جارج راسین نے جرمنی میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں چھپا ہے۔

(۲) دکنی زبان میں دو ترجمے ہوے ہیں اور دونوں منظوم ہیں پہلا غواصی کا ترجمہ ہے۔ جو ۱۰۴۹ء میں تمام ہوا ہے دوسرا ترجمہ ابن نشاطی نے ۱۰۶۶ میں کیا ہے۔

(۳) انگریزی میں جیرانس نے ترجمہ کیا ہے جو ۱۷۹۳ء میں لندن میں چھپا ہے۔

سید محمد قادری کے خلاصے کے حسب ذیل تراجم شائع ہوے ہیں۔

(۱) دکنی نثر میں۔ مترجم کا نام معلوم نہیں یہ ترجمہ ۱۱۴۲ میں تمام ہوا ہے۔

(۲) اردو نثر میں سید حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی فرمائش سے ۱۲۱۶ھ میں ترجمہ کیا اور طوطا کہانی اس کا نام رکھا۔

مردی بود شہاب مہمرہ در اشعار امیر خسرو ذکر وی آمدہ است کہ او را تقدم گونہ ازاں مفہوم میگردد آنجا کہ گفتہ است ؎

زلزلہ افگند در گور شہاب مہمرہ
و دریں زمانہ از سخناں وی چیزے مشہور نیست۔

تاج ریزہ نیز شاعری بود کہ برائے شمس الملک کہ صدر زماں سلطان علاء الدین بود و اکتساب فضائل نمود و اکثر فضلائے عصر بروی تلمذ میکردند و شیخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ نیز در آوان طالب علمی نزد وی مقامات حریری خواندہ گفتہ است ؎

صدر اکنوں بکام دل دوستاں شدے مستوفی ممالک ہندوستاں شدے

و در زمان دولت سلطان علاء الدین دہلی محط رجال افاضل و مجمع فضلائے کابل بود با وجود جہل و مکابرہ و بیگانگی و بے پروائی و عدم اعتنا و التفات کہ اں مرد بایں طائفہ داشت خاصیت آں زمان چنیں افتادہ بود عمدہ فضلا و اشعر و اشہر شعرائے آں وقت میر حسن و میر خسرو بودند علیہما الرحمہ والغفران اما

(بقیہ حاشیہ گذشتہ (۳) انگریزی میں گلا ئیڈ وین نے ترجمہ کیا جو فارسی متن کے ساتھ سنہ ۱۷۸۸ء میں کلکتہ میں چھپا ہے:

(۴) جرمن میں پروفیسر ایکن نے ترجمہ کیا جو سنہ ۱۸۲۲ء میں اسٹاکرٹ میں چھپا ہے۔

لہ شہاب الدین مہمرہ ان کے والد کا نام جمال الدین تھا۔ مہمرہ واقع مملکت فارس میں پیدا ہوے۔ ہندوستان میں آکر بدایوں میں سکونت اختیار کی۔ سلطان رکن الدین فیروز بن سلطان شمس الدین التمش کے معاصر اور شیخ ضیاء الدین نخشبی کے اوستاد تھے۔ امیر خسرو کے قصاید میں ایک شعر بھی ملتا ہے جس میں شہاب مہمرہ کا ذکر آیا ہے۔

در بدایون مہمرہ سرمست برخیز از خواب گر برآرد غلغلہ مرغان دہلی زیں نوا

شیخ عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید بھی نقل کئے ہیں۔

امیر خسرو[1] سلطان الشعرا و برہان الفضلا است و وی عالمی بود از عوالم خداوندی آنچہ اورا اطوار سخن و اقسام کلام از صنائع و بدائع و مضامین و معانی دست دادہ کم کسی را دادہ باشد شعر بسیار گفتہ اما انتخاب نمودہ و دواوین متعدد جمع کردہ و ترتیب دادہ است[2] و در بیان کثرت اشعار خود سخنی خوش طبعانہ بطریق ابہام و ایہام گفتہ کہ اشعار من از چہار صد ہزار کمتر است و از سیصد ہزار بیشتر و اما امیر حسن[3] اگرچہ شعر کم گفتہ

---

[1] امیر خسرو کے حالات مولانا شبلی نے شعر العجم اور مولوی سعید احمد مارہروی نے حیات خسرو میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ نیز دیکھیے کتب ذیل تذکرہ دولت شاہ سمرقندی طبع لاہور صفحہ ۱۵۱ اخبار الاخیار صفحہ ۹۶ بہارستان جامی صفحہ ۹۳ میخانہ صفحہ ۵۸ ہفت آسمان صفحہ ۹۳ خزانہ عامرہ صفحہ ۲۹ سفینۃ الاولیا صفحہ ۸۵ نتائج الافکار صفحہ ۱۴۱

[2] امیر خسرو نے اپنے اشعار پانچ دواوین میں مرتب کئے ہیں (۱) تحفۃ الصغر جس میں سولھویں سال سے انیسویں سال تک کا کلام جمع ہے (۲) وسط الحیواۃ جس میں چوبیسویں سال سے بتیسویں سال تک کا کلام شامل ہے (۳) غرۃ الکمال اس میں وہ کلام جمع ہے جو بتیسویں سال سے بیالیسویں سال تک منظوم ہوا ہے۔ (۴) بقیہ نقیہ اس میں جو کلام جمع ہے اس کا تعلق عمر کے پچاسویں سال سے چونسٹھویں سال تک ہے۔ (۵) نہایۃ الکمال۔ اس میں آخری عمر کے منظومات جمع ہیں۔

امیر خسرو نے چار دواوین ترتیب دینے کے بعد ان کا ایک انتخاب مرتب کیا اور اس کا نام ابرع عناصر رکھا۔ یہ مجموعہ اس وقت بھی موجود ہے اور ۱۳۳۲ھ میں نول کشور پریس میں طبع ہوا ہے لیکن متن کے اس جملہ سے " اما انتخاب نمودہ" معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتخاب جہانگیر کے عہد تک گمنام تھا اور عام طور پر مروج و مقبول نہیں ہوا تھا۔

[3] امیر حسن سنجری۔ ان کے حالات دیکھیے کتب ذیل میں۔ اخبار الاخیار صفحہ ۹۸ تذکرہ دولت شاہ صفحہ ۱۶۲ بہارستان جامی صفحہ ۹۴ نتائج الافکار صفحہ ۱۱۲۔ ان کا دیوان گذشتہ سال دہلی میں طبع ہوا ہے۔

اما آنچه گفته سنجیده گفته و شیریں گفته سخن شیخ ایشاں در تمیز و تفرقه سخن هر دو بس است
که فرمود خسرو ما دریائے شوراست و حسن جوی شیریں۔

فصل

بعد از دور علائی علوم مرتبه علم و فضل روی به تنزل و انحطاط نهاد و سخن رنگ
دیگر گرفت تا آنکه سلطان محمد تغلق[1] از اقسام فضایل حظی وافر داشت اما آنقدر فضلا
که در زمان علاءالدین فراهم آمده بودند در زمان وی نبودند یکی از مشاهیر علما و اساتذه
شهر مولانا معین الدین[2] عمرانی بود که بر کنز و منار و حسامی و تلخیص و مفتاح حواشی مفید و
متین دارد سلطان محمد او را به طلب قاضی عضدالملة والدین الایجی بشیراز فرستاده
و تحلیه و توشیح کتاب مواقف بنام خود استدعا نموده بود چون مولانا نزد قاضی رفت
و بر سیر ولایت هندوستان ترغیب نمود و آنچه سلطان محمد درخواسته بود اظهار کرد پادشاه
آں وقت نزد قاضی عضد آمد و تمامه ولایت با سلطنت پیش کش نمود قاضی طریقه حیا
و انصاف را سلوک نمود هوای سیر هندوستان از سر بر آورد و مواقف را هم بنام پادشاه
پادشاه خود ساخت۔

و در عهد سلطان فیروز نیز علما و فضلا و فقها بودند که بر مسند درس و افاده جای
داشتند و تاتارخانی[3] که کتابے طویل و بسیط در علم فقه است هم در عهد دولت

۱؎ سلطان بن تغلق شاہ نے ۷۲۵ھ سے ۷۵۲ھ تک حکومت کی ہے۔

۲؎ معین الدین عمرانی ان کے لئے دیکھئے سبحۃ المرجان ص۳۷۔ ماثر الکرام ص۱۸۴

۳؎ تاتارخاں شمس سراج عفیف کی تاریخ فیروز شاہی ص۳۹۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ خان اعظم تاتار خاں
سلطان فیروز شاہ کے امراے عظام سے تھا اور اسے علوم شرعیہ میں خوب مہارت تھی۔ اس نے علوم دینیہ
میں دو مبسوط کتابیں مدون کرائی ہیں۔ ان میں سے ایک تفسیر ہے جس میں مفسرین کے تمام توضیحات
جمع کئے ہیں۔ دوسری فقہ سے تعلق رکھتی ہے اس میں [illegible] مسائل فقہا کے اختلافات اور ہر مسئلہ

سلطان فیروز بنام تاتارخاں کہ از ارکان دولت وی بود تصنیف یافتہ و مصنف وے مولانا عالم اندپتی[1] ست وبعضی گویند این تاتارخان کہ این کتاب بنام اوست از امراے علائی بود واللہ اعلم

ویکی از علماے زمان فیروزشاہ مولانا خواجگی[2] بود استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی و مولانا احمد تھانیسری و قاضی عبدالمقتدر شریحی نیز از فضلاے این وقت بودند و قاضی عبدالمقتدر[3] باوجود علم شعر نیز میگفت و شعر عربی وی بہتر از

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کی نسبت ان کے فتاوی جمع ہیں یہ دونوں کتابیں تفسیر تاتارخانی اور فتاوی تاتارخانی کہلاتی ہیں۔ تفسیر نایاب ہے۔ فتاوی بھی اگرچہ کمیاب ہے لیکن اس کے نسخے اکثر کتب خانوں میں مل جاتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ جو نویں صدی کا مکتوبہ ہے نو جلدوں میں فن فتاوی کے نمبر ۵۸ تا ۶۶ پر محفوظ ہے۔

فتاوی کا ذکر حاجی خلیفہ نے بھی کیا ہے اور اس کے مصنف کا نام امام الفقیہ عالم بن علاء الحنفی بتایا ہے۔ امام ابراہیم بن محمد الحلبی المتوفی ۹۵۶ھ نے اسکی تلخیص کی ہے۔ کشف الظنون جلد اول صہ ۲۱۱

[1] اندپہتی۔ اندھپت۔ ایک قریہ کا نام ہے جو دہلی کے قرب وجوار میں آباد تھا تاریخ فیروزشاہی صہ ۱۳۴

[2] مولانا خواجگی۔ مرید خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی۔ شاگرد مولانا معین الدین عمرانی واستاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ امیر تیمور کی یورش کے بعد دہلی سے نقل مقام کرکے کالپی میں سکونت پذیر ہوے اور اسی جگہ ان کا انتقال ہوا۔ اخبار الاخیار صہ ۱۳۹ ماثرالکرام صہ ۱۸۵ تذکرہ علماے ہند صہ ۵۸

[3] قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی۔ خلیفہ شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی واستاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی وفات ۲۶ محرم ۷۹۱ھ مزار ان کا دہلی میں حوض شمسی کے جانب جنوب واقع ہے۔ اخبار الاخیار صہ ۱۲۶۔ سبحۃ المرجان صہ ۲۹ ماثرالکرام صہ ۱۸۳۔ تذکرہ علماے ہند صہ ۱۳۳

شعر فارسی اوست و لامیۃ العجم[1] کہ قصیدہ مشہور است و فصحا و بلغائے عجم و عرب
بہ معارضہ آں دست زدہ وی نیز بہ معارضہ آں ایستادہ از عہدہ آں بر وجہ احسن
برآمدہ است و مولانا احمد تھانیسری[2] نیز بزبان عربی شعر گفتہ و قصیدہ والیہ وال است
بر فضل و بلاغت وی و اینہا ہمہ در اخبار الاخیار مسطور است۔
و بعد از زمان سعادت نشان فیروز شاہ کہ او را ختم پادشاہان ہند میگویند
و بعد از وی مجموعہ سلطنت ایں دیار قطعہ شدہ و مانند ملوک آفاق در ہر ناصیہ
پادشاہی پیدا آمدہ در زمان سلطان ابراہیم شرقی[3] کہ در جانب جونپور پیدا شد
قاضی شہاب الدین[4] زاولی دولت آبادی کہ شہاب ثاقب و کواکب دری

---

[1] لامیۃ العجم - عربی زبان کا مشہور قصیدہ ہے جسے موید الدین اسمٰعیل بن حسین بن علی فخر الکتاب الطغرائی المتوفی ۵۱۴ھ نے ۵۰۵ھ میں بہ مقام بغداد نظم کیا ہے اور اس میں اپنی حالت اور زمانہ کی شکایت بیان کی ہے۔ کشف الظنون جلد دوم صفحہ ۳۴۸

[2] مولانا احمد تھانیسری - مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی - قبر آپ کی قلعہ کالپی میں واقع ہے اخبار الاخیار صفحہ ۱۴۰ سبحۃ المرجان صفحہ ۳۷ ماثر الکرام صفحہ ۱۸۶ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۱۰

[3] سلطان شمس الدین ابراہیم بن مبارک شاہ - جونپور کی سلطنت شرقیہ کا تیسرا حکمراں ۸۰۳ھ سے ۸۴۴ھ تک حکمراں رہا ہے بڑا ذی علم اور علم دوست و فرماں روا گذرا ہے اس کے حالات کے لئے دیکھئے تاریخ فرشتہ جلد ۲

[4] قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی شاگرد مولانا خواجگی و قاضی عبد المقتدر الشریحی - وفات ۲۵ رجب ۸۴۹ھ بہ مقام جون پور مسجد سلطان ابراہیم کے جانب جنوب ان کا مزار واقع ہے اخبار الاخیار صفحہ ۱۷۳ - سبحۃ المرجان صفحہ ۳۹ ماثر الکرام صفحہ ۱۸۸ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۸۵

این دیار است پیدا شد و او را در زمان او ملک العلماء میگفتند اگرچه دران زمان دیگر علما هم بودند اما قبولی و شهرتی که او را حاصل شد دیگری را نبود خود تصنیفات دارد آثار موسوم بسمت قبول و اشتهار مثل حواشی[1] کافیه که منقح ترین تصنیفات اوست و ارشاد[2] و بدیع البیان[3] و جز آن و بر بزدوی[4] نیز شرحی دارد ناتمام و تفسیری دارد مسمی به بحر مواج[5] بعبارت فارسی که در رعایت سجع تکلفها نموده و بجهت آن الفاظ

ف١ حواشی کافیہ۔ کافیہ امام جمال الدین ابن حاجب المتوفی ۶۴۶ھ کا مشہور متن ہے۔ قاضی شہاب نے اس پر مبسوط حواشی لکھے ہیں جو شرح کافیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حاجی خلیفہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ کشف الظنون جلد دوم صفحہ ۲۵ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر (۱۶۵) پر موجود ہے۔

ف٢ ارشاد۔ یہ رسالہ علم نحو میں ہے اور ۱۳۰۹ھ میں حیدر آباد میں طبع ہوا ہے اس کا ایک خطی نسخہ جو ۶۵۹ھ میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر ۵۵ پر محفوظ ہے۔

ف٣ بدیع البیان۔ یہ رسالہ علم بلاغت میں ہے۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے اس کا نام بدیع المیزان لکھا ہے۔ سبحۃ المرجان صفحہ ۳۹ مآثر الکرام صفحہ ۱۸۹

ف٤ شرح بزدوی۔ امام فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی المتوفی ۴۸۲ھ نے اصول فقہ میں ایک متن لکھا ہے جو نہایت مشہور ہے اور عام طور پر اصول بزدوی کہلاتا ہے قاضی شہاب الدین نے اسی کی شرح لکھی۔

ف٥ بحر مواج۔ ضخیم تفسیر ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک مکمل نسخہ چار جلدوں میں فن تفسیر کے نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۸ پر موجود ہے۔ علاوہ ازیں دو ناقص نسخے اسی فن کے نمبر ۹۴ و ۲۹۰ پر موجود ہیں۔ پہلی جلد جس میں صرف سورۂ بقر کی تفسیر ہے ۱۲۹۷ھ میں لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے۔

وعبارات حشو و لاطایل نیز بسیار آورده و با قطع نظر ازاں کتابی مفید و نافع و قابل تنقیح و تہذیب است و بعد از قاضی شہاب الدین مولانا شیخ الہداد[۱] جونپوری کہ مردی ملا درویش بود نیز قلم بہ تالیف و تحریر جاری ساخت و حواشی قاضی[۲] را شرح کرد و ہدایہ[۳] و مدارک[۴] و بزودی نیز شرح نوشت سوالہای وی قوی تر از جواب ہاست و جماعہ دیگر از اہل آں دیار نیز حواشی قاضی را شرح کردہ اند[۵] ولیکن شرح میاں الہداد نسبت باینہا قوی تر و موجہ تر است و متعارف دراں دیار از علوم صرف و نحو و فقہ و اصول فقہ بود و علوم دیگر از معقولات قلیل و نادر بلکہ معدوم بود و یکے از شعرای زماں سلطان فیروز بلکہ بالاتر ازاں مطہر کرہ[۶] بود سخن وی خالی از فصاحتی و

۱؎ شیخ الہداد جونپوری ۔ ۹۳۲ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے سلطان سکندر لودھی کے معاصر تھے حالات کے لئے دیکھئے اخبار الاخیار صـ۱۸۸ سبحۃ المرجان صـ ۔ مآثر الکرام صـ۱۹۲ ۔ تذکرۂ علماے ہند صـ۲۵ منتخب التواریخ صـ۸۶

۲؎ حواشی قاضی سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب حواشی کافیہ مراد ہے ۔ دیکھو نوٹ (۱) متعلقہ صفحہ (۱۶)

۳؎ ہدایہ فقہ کی مشہور کتاب ہے جسے شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ نے تصنیف کیا ہے ۔

۴؎ مدارک سے مشہور تفسیر مدارک التنزیل وحقایق التاویل مراد ہے جسے امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی المتوفی ۷۰۱ھ نے تصنیف کیا ہے ۔

۵؎ شرح کردہ اند ۔ شیخ صفی الدین بن نصیر الدین ۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے دختر زادے تھے انھوں نے بھی قاضی صاحب کے حواشی کافیہ کی شرح لکھی ہے جس کا نام غایۃ التحقیق ہے ۔

۶؎ مولانا مطہر متوطن شہر کڑہ ۔ مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی دیکھو اخبار الاخیار صـ۸۳ ۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ ان کے دیوان میں پندرہ ہزار بیت ہیں اور ان کی اولاد اکبر کے عہد تک لکھنو

دبلاغتی نیست دیوانی دارد. در قصاید کہ دریں روزگار کیاب بلکہ نایاب ست
در اخبار الاخیار چند بیت از وے در ذکر شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ نوشتہ
شدہ است و در ہمان جزو زمان مغیث ہانسوی نیز شخصی بود کہ بعالم فضیلت نسبتی
داشت در بیان صنائع و بدائع رسالہ دارد اما مشہور نیست و ذکری ازیں مرد
نیز در ذکر شیخ نصیر الدین محمود رفتہ است۔
دیگر ظہیر دہلوی بود کہ شیخ جمالی او را ظہیر خواند بجہت عدم رطوبت سخن وی
وایں شیخ جمالی در زمان سلطان سکندر لودہی و نصیر الدین ہمایون بادشاہ و از اکابر شہر

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) میں سکونت پذیر تھی۔ منتخب التواریخ صہ ۶

لہ شیخ مغیث الدین ہانسوی دیکھو اخبار الاخیار صہ ۸ محمد بن قوام بن رستم بلخی نے ۹۵۸ھ میں
مخزن الاسرار نظامی شرح لکھی ہے اس کے دیباچہ میں شیخ مغیث الدین کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ
وہ اس زمانہ میں علم وفضل میں بے نظیر اور معانی و بیان میں بے عدیل ہیں اور ان کی تصنیفات
سے ایک کتاب بدیع الحکایات بھی بتائی اور اسے چند ابیات بھی نقل کئے ہیں۔
لہ مولانا ظہیر دہلوی۔ سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ بن فیروز شاہ تغلق (۷۹۶ھ تا ۸۱۵ھ)
کے درباری شعرا سے ہیں۔ ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید نقل کئے ہیں
اور ان کی نسبت لکھا ہے کہ الحق بعد از قاضی ظہیر شاعرے کہ شعرش کرلے خواندن کند در
ہندوستان برنخواست۔ منتخب التواریخ صہ ۲ وصہ ۳
لہ مولانا جمالی دہلوی۔ شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید اور سلطان سکندر لودہی کے ندیمان خاص سے تھے
انھوں نے عرب و ایران کی سیاحت بھی کی تھی۔ دوران سفر میں مولانا عبد الرحمن جامی اور شیخ
جلال الدین دوانی سے ملاقات کرنے کا بھی اتفاق ہوا تھا۔ ہمایون بادشاہ کے زمانہ میں
۱۰ ذی القعدہ ۹۴۲ھ کو ان کا انتقال ہوا اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ سیر العارفین کے نام سے
ہندوستان کے مشایخین کرام کا تذکرہ لکھا ہے۔ اس کو خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی سے

بود دیوانی دارد مشتمل بر قصیدہ و غزل و کتاب مثنوی نیز دارد مسمی بمہر و ماہ و بعد از وی پسر وی حیاتی[1] فطرت و سلیقہ درست داشت اگر دریں زمان نمی بود در شعر سر آمد روزگار می شد میگویند کہ تاریخی نوشتہ بود بنام سلیم شاہ مصنوع مطبوع کہ باقی نماند

و در زمان ما قریب بایں زمان والد کاتب الحروف شیخ سیف الدین[2] بود ند کہ سیفی تخلص میکردند و در میان اقران خود از اہل ہندوستان در سلامت سخن و درستی زبان ممتاز بودند و رفتن آں عزیز از سر این مسکین مطابق آں بیت ست کہ میر خسرو در مرثیہ پدر خود گفتہ است ؎

سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم ماند — دریا رواں شد و دُر یتیم ماند

و اشیاں را رسایل ست بر طریقہ تصوف و توحید و اشعار بسیار بود کہ اگر مقید بجمع و تدوین آں می شدند دیوانی بہم میرسید و لیکن بے توجہی و بے تعلقی ایشاں بہ مراسم عرف و عادت براں داشت کہ مقید بر آں نشدند و بر مشرب ایشاں فنا و توحید غالب بود جملہ از احوال ایشاں در خاتمہ اخبار الاخیار مذکور است از انجا بر حقیقت حال کہ ممکن نیست اطلاع براں مطلع میتواں شد و عم بزرگوار ایں خاکسار

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) شروع اور اپنے رشد شیخ سماء الدین کے تذکرہ پر ختم کیا ہے۔ یہ تذکرہ سنہ ۱۳۱۲ھ میں دہلی میں چھپ گیا ہے بقول ملا عبد القادر بدایونی کے ان کے دیوان میں آٹھ نو ہزار ابیات ہیں۔ مثنوی مہر و ماہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار صد ۲۱۲ منتخب التواریخ صد ۶۰ ب وصد ۲۰ تاریخ فرشتہ جلد اول صد ۱۸۱ محبوب الالباب صد ۳۴۲ تذکرہ علمائے ہند صد ۴۲

[1] حیاتی فرزند مولانا جمالی ان کا نام عبد الحی ہے سنہ ۹۲۳ھ میں پیدا ہوے اور سنہ ۹۵۹ھ میں انتقال کیا اخبار الاخیار صد ۲۱۸

[2] شیخ سیف الدین سیفی ان کا انتقال سنہ ۹۹۰ھ میں ہوا۔ حالات کیلئے دیکھئے تکملہ اخبار الاخیار صد ۲۸۳ تا صد ۲۹۴

شیخ رزق اللہ مشتاقی تخلص داشتند از نوادر روزگار و مردی کامل و مستقیم و سالک طریق قویم بوده و از اہل عشق و محبت بود و بزبان فارسی و ہندوی سخنان دل پسند دارند و پیمان ایشاں کہ بزبان ہندیست مشہور داشت و تاریخ واقعات مشتاقی کہ دراحوال سلطان بہلول لودہی و غیر اوست تصنیف ایشان است و در فارسی مشتاقی تخلص دارند و در ہندوی راجن و مولانا حسین نقشی و شیخ تاج الدین و مولانا علی احمد نشانی نیز از فضلا و شعرا و اصفیای وقت بودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر از علما و فضلا و شعرا دریں شہر و شہرہائے دیگر از ہندوستان بودند کہ ذکر ایشاں طولی وارد و قصد متعلق بذکر جماعہ از گذشتگان شدہ کہ اثری و تالیفی گذاشتہ نہ ذکر اسماء اشخاص و یکی از آنہا کہ دریں خیر و زمان زبان بشاعری کشادہ و داد سخنوری دادہ است فیضی آگرہ است کہ در فصاحت و بلاغت و متانت و رصانت سخن ممتاز

۱؎ شیخ رزق اللہ مشتاقی ۸۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ۲۰ ربیع الاول ۹۸۹ھ کو انتقال کیا۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار صـ ۱۶۷۔ تذکرہ علمائے ہند صـ ۶۳ ان کا تخلص فارسی میں مشتاقی اور ہندی میں راجن تھا۔ ہندی میں انھوں نے دو رسالے لکھے ہیں پیم آں اور جوت نرنجن یہ دونوں منظوم ہیں واقعات مشتاقی کے لئے دیکھو ایلیٹ کی تاریخ ہند جلد چہارم صـ ۵۳۴

۲؎ مولانا حسین نقشی اور ان کے فرزند علی احمد نشانی دور اکبری کے مشاہیر علما سے تھے ملا عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے کہ پدر و پسر دونوں کو مہرکنی میں کمال حاصل تھا۔ لوگ ان کی مہروں کو نادرہ روزگار سمجھ کر بطور یادگار ایران خراسان اور عراق میں لے جاتے تھے۔ منتخب التواریخ صـ ۳۰۳ علی احمد نشانی جہانگیر کی مجلس سرود میں جلوس کے پانچویں سال شب دوازدہم محرم ۱۰۱۹ھ کو انتقال کیا ان کے انتقال کا واقعہ خود جہانگیر اپنے توزک میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے دیکھو توزک جہانگیری جلد اول صـ ۸۲

۳؎ شیخ فیضی فرزند شیخ مبارک ناگوری۔ ان کے حالات و تصنیفات کے لئے دیکھو دربار اکبری صـ ۲۵۹ شعر العجم جلد سوم صـ ۳۱

روزگار بود لیکن حیف که بجهت وقوع و هبوط در هاویه کفر و ضلالت رقم زد و
انکار و ادبار بر خود کشیده است و زبان اهل دین و ملت و دوستان و منتسبان
جناب نبوت را از بردن نام وی و جماعه شوم وی پاک دارد تاب الله علیهم
ان کانوا مومنین و از انچه بشارت میدهد بخت اهل این روزگار به نعمتی که واجب است
شکر آن بر ذمه اهل انصاف وجود فرزند مسعود و نور دیده دانش و بینش نور الحق الملقب[1]
به مشرقی ست که شروق نیر فضل و کمال وی در هر دو طریق دانشوری و سخنوری باوسط
السماء استوا و اعتدال نزدیک به سمت الراس رسیده است یقین منست که اگر وی
توجه بر گمارد و بر طریقه شعرای زمانه شب و روز به مشق سخن و فکر بشعر روی آرد خمسه
نظامی و خسرو را تتبع تواند کرد و جواب گفت و لیکن توجه و اشتغال وی بجانب علم
و صلاح و نفس الامر غالب آمده نمیگذارد که بطرف شعر و طریقه شعر روی آرد پروردگار
جل و علا کوکب سعادت و اقبال او را از افول و نزول نگاهدارد و فرزند عزیز محمد هاشم
نیز در علم و فضل تالی و تابع برادر ست و جوهر طبع او بجودت و سلامت و قوت و در علم و
عمل خصوصاً بعلم شریف حدیث موصوف و ممتاز است بلغه الله مبلغ الرجال

وصل

چون سخن باینجا رسید قلم حیران بایستاد و سر رشته گم کرد گویا فراموش کرد که غرض
از تمهید و ترتیب این مقدمات و ذکر این حکایات و شرح کلمات چه بود و موضوع
مسئله که بود و من چون از اصل مقصود واقف بودم و بر باطن وی نیز اطلاع داشتم
دانستم که چه میخواهد و کرا می جوید و یاد که میکند خود را از وی بلکه از خود نیز دزدیدم
و روی در گریبان حیا و تشویر پیچیدم پس نگاهی بجانب من کرد که حال چیست و
موجب ملال چه و گفت چه می اندیشی شرم از که داری بگو انچه باید گفت و بسیار آنچه

---

[1] نور الحق مشرقی ان کا انتقال ۱۰۹۳ھ میں ہوا ہے۔ حالات کیلئے دیکھو سبحۃ المرجان ص۵۳ ماثر الکرام ص۲۱۰ تذکرہ علمای ہند ص۲۴۶

داری گفتم شرم ازاں دارم که سخن در باب علم و فضل و علما و فضلا میرود و آنکه در هر دوری نوبت به که رسید و سکه بنام که زدند که این کار را نو کرد این امر را تجدید نمود و من مفلس بینوای بے پایه را چه یارا که درینجا دم زنم و چه مجال که درین مقام بایستم و به چه نسبت خود را بنام و بکدام مناسبت زبان کشایم گفت تواضع نیکوست و شیمهٔ کرام است من تواضع تواضع لله رفعه الله ولیکن در راستی جای و صدق مقام تکلف است آنچه راستی است بے تکلف باید گفت و گوهر صدق در رشتهٔ انصاف سفت

براه تکلف مرو سعدیا　　　　اگر صدق داری بیار و بیا

دیگر عذر چیست من خود هم زبان و هم راز و همدم و هم ساز توام و هرچه از دل تو بر آمده همه بر زبان من رفته و در ضمیر من نشسته است حالت سخن ترا من نیک می دانم و عیار دانش ترا بهتر می شناسم و آنکه حاسهٔ فطرت وی سلیم ست و ذائقهٔ ادراک وی صحیح نیز لذت آن خواهد یافت و داد انصاف خواهد داد رحم الله من انصف

بر سر هر نامه که آصف نوشت　　　　قد رحم الله من انصف نوشت

و خود طالبان بسیار ند و ذوقها مختلف و مقاصد و مطالب متعدد یکی طلب و ذوق چیزی دارد و مقصود و مطلوب او طریقی ست و دیگرے را حال بر عکس افتاده اگر یک معلول منکوس الحال صفراوی مزاج را حلاوت چیزے در کام وقت شیرین نکند زبان ندارد و همه چیز برای همه کس نیست ولله الحمد که در سخن از جادهٔ دین بیرون نیفتاده و عنان بدست نفس و هوا ندادهٔ و اگر احیانا بجهت غلبهٔ حال و انبساط وقت از من طغیانی و جوشی پیدا آمده و مستی سر برزده باشد تو بدستیاری توفیق و نصرت و تائید حق بدرستی و نرمی مرا ازان ورطه بیرون کشیده براه راست آورده در حاق وسط طریق مستقیم جاری گردانیده و این وصیت که مشائخ برای تو نوشته و لا یتکلم بالحقایق والرقایق بل بین للناس علم المعاملات و ما یستعینون به عن العیوب بجائے آورده سخن را از ابهام

دا ابهام و شطح و طامات نگاهداشته و بخوض در کشف حقایق وجود و حقیقت ذات
حق و صفات وی عز و علا جراءت و گستاخی ننموده و از دایره عبودیت بیرون نرفته
و چون دیگران در مقام عزت جناب نبوت وادعا کمال به متابعت و تحلی با حوال
شریف و اتصاف بصفات وی صلی الله علیه وسلم از طریق تادب بدر نیفتاده و غرور
و اعتماد بنفس در احوال و مقامات مقربان درگاه و بزرگان راه نه پیچیده و زبان
از طعن و تنقیص عزیزان و بزرگان نگاهداشته از راه دیانت و احتیاط پای نکشیده
در ورطهٔ گستاخی و خلاف فرو نرفته و اگر فضلا و شعرا دفاتر و دواوین در فنون شعر و مدح
ملوک و امرا و در اطوال عشق بازی مجازی افسانه خوانی و قصه پردازی کرده و در دام هزل
و لهو و لعب افتاده اند تو باری کتب و صحائف در علوم شرعیه و تفسیر کتاب الله و شرح
و احادیث رسول الله و نعت و منقبت انبیا و اولیا و حالات و مقامات و حکایات
ایشان جمع کرده و بصراط مستقیم و طریقهٔ قویم دلالت و هدایت نموده و رهنمای ضلالت
و کو طبیعت فرو نرفته زدار و زدین انشاء الله کتاب را اصحاب الیمین بدست راست
تو دهند و بخواندن کتاب الابرار که در علیین ست امر کنند آن زمان که چه خوانده و
چه نوشته چنانکه امیر خسرو گفته است ؎

باش تا پرده براندازد جهان از روی کار — آنچه امشب کرده فردات گردد آشکار

و در قران السعدین خطاب بنفس خود کرده فرموده است **مثنویات**

نامهٔ عمرت بسوادی گزشت — عمر به بیهوده بادی گزشت
سوختت دولت زین رقم دود خام — پخته نشد در پی سودای خام
زانچه بگفتی به خطا و صواب — چونت بپرسند چه گوئی جواب
این رقم امروز که سودای تست — سلسله گردن فردای تست
گیر که نظمت سخن از در کند — کس به دروغی چه تفاخر کند

تا بود اندر فن شعرت ہوس | جز بدروغت نبرد نام کس
حاصل تزویر کم و کاستی است | رستن مرد از سبب راستی است
راستی آور که دروغت بس است | ہرچہ چنیں ست چہ نیکو کس است

وگفت قلم من میدانم کہ بعد از امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ دریں شہر و دیار انچہ از تو در کثرت تصنیف وجود و اشتہار یافتہ از دیگرے نشدہ فرق ہمیں است کہ تصنیفات حضرت میر در شعر است و تالیفات تو در شرع اگر طبائع اہل عالم باشعار مولع و شغوفت اما حال خواص اہل دین بخلاف آں موصوف ست وشکر دیگر آنکہ سخنان ترا گوارائے ہست وکلمات ترا حلاوتی بخشیدہ اند کہ در درون اہل قبول جای میکند و بکام ارباب ذوق شیریں می آید و برہان باطن بریں بشارتیست کہ از زبان بعضے ناظران عالم غیب کہ خوانندگان صحیفہ لاریب اند یافتہ ونشان ظاہر آنکہ خواطر خواص از اں راضی وایدی عوام بہ نوشتن آں متقاضی است برہر تقدیر انچہ از عیب است بے عیب است ہرچہ تازہ است لذیذ است بیار انچہ میدانی وتوکل علی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین۔

وصل

عالی کہ قلم ایں سخنان خوش آید آمیز من گفت چوں روئے براستی داشت، تاثیری کرد از خواب نیستی وگم نامی کہ فرو گرفتہ بود قدری بیدار ساخت وبین النوم والیقظہ چیزے حالتی دست داد گوش برآواز وئے نہادم کہ چہ میگوید و نکتہ وتفصیل سخن در رفتہ و اول وآخر آں بہ تمام نہ فہمیدہ ایں مقدار فرا گرفتم کہ ولی می دہد وہمتی می بخشد۔ نفسی بخود آمدم وخواستم کہ برخیزم وکمری بربندم و در خانہ وجود و موجود خود نگاہ کنم مگر چیزے بیابم کہ پیشکش اصحاب کنم بہ قیاس عقل در رفتہ وحساب کار فہمید بحکم صاحب البیت ادری بما فیہ دریافتم کہ متاعی در خانہ نیست کہ بر سر بازار تواں

آورد در وی خریدار تواں دید- خاطر ازیں معاملہ جمع کردہ واز سود و سرمایہ آں فارغ گشتہ
بموجب فی الیاس راحۃ سر بر بستر استراحت نہادم و بقلم کہ مبالغہ دریں کار داشت
گفتم کہ اے دوست دلنواز و اے یار غمگسار مرا درمن معاملہ معذور دار کہ در چہار گوشہ
خانۂ خود بدیدۂ امعان و انصاف دیدم چیزی نمی یابم کہ بکار آید جز آں کہ در طاق خانہ
ورقی چند ابتر و پریشان افتادہ می بینم تو خود بر دہ بیں اگرچہ بکار آمدنیست برگیر و بنویس
و بہا ایں معاملہ بتو می سپارم و ترا وکیل و خلیفہ خود می سازم کہ اگر سہوے و خطاے راہ یابد
منسوب بتو باشد و من تہمت زدہ نشوم و در اصل وجود و ظہور آں ہمہ نیست و توئی نگارندۂ
واز کتم ضمیر بر زبان آرندہ آں نخست علم بالقلم ذکر کرد و بعد ازاں علم الانسان مالم یعلم
گفت توئی ناودان فیض توئی کاردان علم توئی پاسبان فہم توئی نگہبان دانش گفت
من چیستم و کیستم من حبی ام مرا از زمین برداشتہ و بر دست غایت و اہتمام گرفتہ بحرکت قسری
میدارند و آلت کار کتابت می سازند غایت کار و مبالغہ در اعتبار من آنست کہ مرا در
مرتبۂ زبان بنہند کہ البیان باللسان و بحقیقت زبان آلت عبارت و سخن افراشتن
است و من واسطۂ کتابت و حروف نگاشتن عرائس معانی از دی لباس الفاظ و عبارت
پوشندہ و از من در حلیہ حروف و کتابت جلوہ گر شوند تو مرا از خاک مذلت بردار و بدست
عزت بگیر و تربیت کن و کارفرماے از تو و کارگزاری از من خادم پروری از تو و خدمتگاری
از من ایں سخن از قلم شنیدم و جواب ناداوہ بخواب تغافل رفتم چوں ہم دریں خیال بخواب
رفتہ بودم دراں عالم نیز می بینم کہ ہمی فکر و ہمیں اندیشہ دامن گیر حال و پیرامون گرد خیال
است و صورت خواب در عمل بر میز نم و چشم میکشائم قلم را می بینم بر بساط ہمت دل نہادہ
و سر از پا می نشناختہ در خدمت ایستادہ زبان خواہش دراز و نغمہ آز در ساز دارد و مرا
بمن نمی گذارد و سر ازیں سودا باز نمی دارد ایں بار چوں رسم تکلف از حد گذشت و مجال
حیلہ تنگ آمد گفتم بہ گو چہ می گوئی و بخواہ ہرچہ میخواہی ظاہر آں میخواہی کہ ایں خرافات

چندکہ آنرا تصنیفات و تالیفات نام می نہند بر روئے کار آرم و عدد آنہا بشمارم و نامہائے آں را بر صفحۂ اظہار بہ نگارم و آں را در رشتۂ تنسیق و ترتیب در آرم گفت ایں خود خواہیست و غرض از اول ہم نیز ہمیں بود ایں چنداں کاری نیست و بر طبع از اں باری نہ آں ہمہ نوشتہ گیر د نگاشتہ شما اکنوں آرزوے و خواہشی دیگر در دل راہ می یابد کہ از گزشت احوال خود چیزے بگوے و از مبادی حال تا اکنوں کہ آخر صحبت است بخوانی کہ چہ کردی و کجا بودی و چہ دیدی و چہ نمودی اکنوں ور چہ فکری و چہ خیال داری بگو اگر طاقت و مجال مقال داری ؎

سخن دوستاں خوشست بگو نالہ عاشقاں نکوست بنال

گفتم ایں سخن بے فائدہ و لاطائل است و موجب تضیع وقت و حکم تحصیل حاصل دارد مجموع اوقات و احوال سہ حالت است طفلی و جوانی و پیری طفلی نادانی است جوانی پریشانی پیری ناتوانی۔ طفلی قصور است جوانی غرور پیری فتور طفلی پستی ست و جوانی مستی و پیری سستی مرا خود حاصل عمر ہمیں دو نشاط بود۔ خردی و پیری و جوانی ندانم کہ چیست و متمتع از جوانی کیست ؎

من ندانم کہ زندگانی چیست کامرانی چہ و جوانی چیست
روزگاری خوشی کرا گویند دل خوش در جہاں کجا جویند
وصل با کام دل چہ می باشد کامیاب از جہاں کہ می باشد
آنکہ او دید چہرۂ مقصود کیست در عالم و کہ خواہد بود
آنکہ مقصود یافت در عالم کہ بود زند دبنا بہ اعلم

مجمل احوال فقیر دریں فقرہ مندرج است دیوانی حقی کہ حیران و سرگردان راہ تنزل و ترقی است۔ مجبوبی بود کہ چندگاہ بہ تاثیر صحبت فرزانگان بحکم الجنون فنون در احاطہ و احراز فنون کوشید و در آخر بہ مصداق الجنون فنون بے حوصلگی نمودہ ہم بر سر

جنون رفت ...

قصه ام را مکن اے ہمدم عاقل تکرار کاول و آخر او جملہ جنونست و جنون
گر فنون جملہ شد آں نیز جنونی بودست بشنو از مردم عاقل کہ فنون است جنون

اگر اختصار کنند حاصل قصہ عالم دریں یک کلمہ تمام است کہ گویند پیدا گشت
و ناپیدا شد بود و نابود شد نمودند و ربودند گفت حقیقت ہمیں است کہ گفتی و گوہر رازی در
رشتہ اختصار و ایجاز سفتے اما در سماع تفصیل حال سالکان و بہ مقصد رسیدگان عبرتیست
مر طالباں را کہ باعث طلب را قوی گرداند و تازیانہ ایست کہ مرکب شوق را نیز راند و گرنہ آں
باشد باری بر ہر تقدیر بر سامعہ ترانہ نوازد کہ دل را مشغول بہ آں سازد و گفت من می دانم کہ
عنایت و توفیق الٰہی دستگیر حال تو شدہ ترا در کارے داشتہ و از نعمتہائے نامتناہی
جود محروم نگذاشتہ است از عجب دریا برآمدہ و از شیوۂ خود ستائی و خود نمائی مطلق تہی شدہ
بگوی دور راہ کذب و مبالغہ مپوی و اما بنعمۃ ربک فحدث گفتم تفصیل آں نیز در مواضع متعددہ
مذکور و مسطور است مبادی احوال در خاتمہ اخبار الاخیار کہ در ذکر مشائخ ایں دیار است و اوسط
در جذب القلوب کہ تاریخ مدینہ مطہرہ است و منتہا در زاد المتقین کہ در ذکر مشائخ حرمین
شریفین است و لیکن مجملی ازاں بہ طریق اختصار و بعضی از انچہ کہ دراں کتب مذکور و مختار شدہ
بیارم تا بہ ذکر ایں غرض کہ تعداد و ترتیب تالیفات ست اتصال و انجرار یابد۔ بدانکہ چوں
صانع پروردگار از اول فطرت ایں غریب خاکسار را نشاء خاص مخصوص گردانیدہ بود۔ ہم
در عنفوان جوانی کہ آوان نشو و نما کامرانی است اقسام علوم عقلی و نقلی تحصیل کردہ و تکمیل
نمودہ و بعد از تحصیل و استفادہ بدرس و افادہ مشغول شد و ہم دریں ایام بہ توفیق و تائید
الٰہی بہ حفظ قرآن مجید مشرف شدہ و بہ جاذبۂ غیبی ترک دیار مفارقت اہل و عیال گفتہ
و در وادے طلب و غربت افتادہ بہ موطن ارواح و مستقر قلوب کہ بیت رب العالمین و
درگاہ سید المرسلین است روئے آوردہ بہ انعام عام و خاص بہ طریق عموم و اختصاص

از آنحضرت مشمول و مخصوص گشته و به سعادت لقای شریف وی صلی الله علیه وسلم مکرر مشرف شده و استماع حدیث در منام از حضرت سید انام علیه الصلوٰة والسلام بے واسطه نموده وبشارتها به مقصو یافته مدتی به تجوید قرآن عظیم و علم قرات و خدمت علم حدیث رسول کریم مشغول شده و به اجازت نامه عام شامل و کامل تامهٔ کتب احادیث و سائر علوم دینیه از علماء کرام آں عالی مقام علیهم رحمة الله الملک العلام خصوصًا از حضرت شیخ اجل اکرم اوحد و اعدل عبد الوہاب متقی قادری شاذلی قدس الله روحه و اوصل الینا فیوضه و فتوحه به تلقین ذکر و ایثار خلوت و خلافت و برکت و مشرف و فائز شده به نعمتہائے بشارت از خدمت وی در حصول انوار و آثار نتائج و ثمرات برکت و التزام مقام صدق و استقامت در نشر علوم دینی و حصول ہو اہیب یقینی مشرف و مبشر گشته رجوع و عود بوطن مالوف مامور و مکلف گشت و ہر چه بر زبان قلم من ازیں باب جاری شده ہمه از رشحات باطن و ظاہر آں خاطر دریا مقاطرست و ایں توالیف که معدود خواہند شد وجود آں بعد از قدوم برکت لزوم ایں سفر مبارک اثر است مگر اخبار الاخیار و آداب الصالحین و یک دو رساله دیگر در نحو و مناظره که تسوید آں پیش ازاں در اثنائے طالب علمی صورت یافته بود و به تبیض و ترتیب و تنقیح آں نیز بعد ازاں اتمام یافت و اکنوں بعد از احصار توالیف سخن تمام کنیم و چوں در اسامی آں رساله ہدا مسمی به تالیف قلب الالیف بکتابه فہرست التوالیف نوشته شده بود به ہماں صورت نقل کنم و چوں آں کتب و رسایل درہم بود بعضے به لفظ عربی دیاره به زبان فارسی وصف عربی به عربی کرده شد و فارسی به فارسی وهذه

فہرست تصنیفات شیخ عبد الحق محدث دہلوی

الموسوم بہ

تالیف قلب الالیف بکتابۃ فہرست التوالیف

الحمد للہ منزل الکتب السماویہ والصحف المکرمۃ المرفوعۃ المطہرۃ علی الارواح
القدسیہ العلویۃ الرسلیۃ لہدایۃ النفوس السفلیۃ الارضیۃ والصلوۃ التامۃ المبارکۃ
الزکیۃ البہیۃ علی الجوہر الاول والآخر المحمدی حافظ اللوح المحفوظ مبیّن الکتاب المبین
وعلی اہل بیتہ الاطہار وصحابتہ الاخیار واتباعہ الابرار مفسری الکتاب ومفصلی الخطاب
ومحی علوم الدین سپاس وستایش مر پروردگار علی الاطلاق ومفیض اقسام ارزاق راکہ عطائے
اورا پایان نیست وفیض اورا انقطاع نہ خدائے بیمانند بے ہمتا کہ بخشندۂ عطایا وبخشایندۂ
خطایاست تعالی شانہ وعظم برہانہ وجل جلالہ وکثر افضالہ ودرود نامعدود ورحمت نامحدود بر
فہرست دیوان رسالت وملخص کتاب سفارت کہ مہتر عالمیان ودانش آموز انس وجان و
استاد پیشینیان وراہ نمائے پسینیان ست وبر فرزندان ویاران او کہ مجموعہ فضل وکمال
وجامع مراتب علم وحال وکتب علوم دین وابواب وفصول کتاب مبین اند افاض اللہ علینا
من انوارہم ونفعنا ببرکاتہم وبرکات علومہم۔ بعضے از اصحاب فضل وکرم کہ اہتمام بشان
فضل وعلم وعنایتی بحال ایں ضعیف داشتند بعضے از مسودات ایں مسکین را طلب می نمودند

تا مطالعہ کنند یا اکتساب نمایند وچوں در نظر دانش و بینش چیزی چناں نبود کہ بکار آید واگر بود درآنجا اقسام فنون متعدد بود از علوم بعضی بلسان عربی و برخے بزبان پارسی و نیمہ کس کار آمدنی نہ فہرستی در تعداد آں نگاشتہ عرض داشتم تا ہرچہ ازاں اختیار افتد و بہ مذاق وقت موافق آمد بخدمت فرستم و بعد ازاں نیز ہرکس ازیں الواں کہ برمائدہ ام ہرچہ خوش دارد فائدہ بردارد وانا معترف بقلتہ بضاعتے وعدم استطاعتے وضعف بالی وشتات حالی وقصور نظری وفتور فکری ملتمس از اہل فضل وارباب کرم آنکہ عیوب وزلات ایں مسکیں را بہ پوشند و در اصلاح وتصحیح آنچہ از خطا وسہو راہ یافتہ باشد بکوشند وارجو من اللہ الکریم حسن القبول ونیل المامول اوست عیب پوش و عذر نیوش وہو الکریم الوہاب۔

۱۔ **فمنہا** لمعات التنقیح فی شرح مشکٰوۃ المصابیح[1] وہو اجل واعظم واطول واکبر ہذہ التصنیفات وقد جاء بتوفیق اللہ وتائیدہ کتابا حافلا شاملا مفیدا نافعا فی شرح الاحادیث النبویۃ علی مصدرہا الصلوۃ والتحیۃ مشتملۃ علی تحقیقات مفیدۃ وتدقیقات بدیعۃ وفوائد شریفۃ ونکات لطیفۃ واحوال کیفیات مکتوبۃ فی دیباجۃ قریبۃ من ثمانین الف بیت

۲۔ **ومنہا** اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی کتاب المشکات اثنا عشر الف بیت ذکر

---

[1] لمعات التنقیح۔ امام بغوی ابو محمد حسین ابن مسعود الفرا البغوی المتوفی ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کے اسانید ومکررات کو حذف کرکے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنۃ رکھا۔ ولی الدین ابی عبداللہ محمد عبداللہ الخطیب نے اس پر نظر ثانی کی اولاً احادیث کو ابواب پر تقسیم کیا ثانیاً رواۃ حدیث کے نام اضافہ کئے ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اُن کا حوالہ بھی لکھ دیا جن سے صاحب مصابیح انھیں اخذ کیا ہے اس ترتیب وتبویب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید تالیف ہو گئی اور اسے مشکوٰۃ المصابیح کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان ۷۳۷ھ کو اسکی تالیف وتدوین سے فراغت حاصل کی۔ لمعات کمیاب ہے اس کے دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ فن حدیث نمبر ۳۰۱ نمبر ۳۰۲ نمبر ۸۳ نمبر ۱۰۳۔

۳- **ومنها** اشعة اللمعات فی شرح المشکات[1] شرح فارسی مشکاۃ است کہ در قدر و مرتبہ تلو شرح عربی است و در تنقیح و تہذیب و ضبط و ربط راجح و فائق و در حجم ضخامت زیادہ ازاں آں نیز بہ تائید و نصرت الٰہی سبحانہ شرحی نفیس لطیف مہذب مرغوب و مقبول آمدہ کتابت آں مقدار صد و سی ہزار بیت باشد۔

۴- **ومنها** جامع البرکات منتخب شرح المشکات مجموعہ آمدہ است شامل فوائد کثیرہ و عوائد غزیرہ در ہر باب یک دو متن حدیث ذکر کردہ و در باقی احادیث بہ مضامین آں اقتصار کردہ و اختصار نمودہ شدہ است و کتابت آں مقدار سی و دو ہزار بیت باشد۔

۵ **ومنها** مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ[2] در سیر حضرت سید مختار و امام المتقین والابرار صلی اللہ علیہ وسلم مقدار چہل و دو ہزار بیت۔

۶ **ومنها** مطلع الانوار الٰہیہ فی الحلیۃ النبویہ مقدار یکہزار بیت

۷ **ومنها** ذکر اجازت الحدیث فی القدیم والحدیث

۸ **ومنها** اسماء الاستادین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۹ **ومنها** فصول الخطب بیل اعالی الرتب

۱۰ **ومنها** تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف فی باب اخلاص الصوفیہ قدس اللہ اسرارہم الصفیہ من الحکم علی ما صدر من اخبارہم عن الہم تحدیثا بنعمۃ اللہ انہا من باب اکبر

---

[1] اشعۃ اللمعات۔ بزبان فارسی شاہ صاحب نے اپنے لمعات کے بعد تصنیف کیا ہے برٹش میوزیم میں اس کا جو مخطوطہ محفوظ ہے اُس کی جلد آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے ۱۰۲۰ھ ہجری میں تمام کیا ہے یہ کتاب دو جلدوں میں ۱۲۷۷ھ میں نولکشور پریس لکھنو میں چھپ گئی ہے۔

[2] مدارج النبوت۔ یہ کتاب ۱۲۶۹ھ میں مدراس میں اور ۱۲۸۱ھ میں لکھنو میں چھپی ہے۔ مولوی عبدالمجید ساکن پیلی بھیت نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو منائح النبوت کے نام سے ۱۲۹۸ھ میں لکھنو میں چھپا ہے۔

وغلبۃ الحال و بیان ان ہذہ الرسائل الاربعۃ مقدار ثلثۃ او اربعۃ آلاف تخمینا

۱۱ **ومنہا** الطریق القویم فی شرح الصراط المستقیم[1] نام اصل متن سفر السعادت است کہ مشہور میان مردم بہ صراط مستقیم شدہ دروقت کتابت شرح چوں باسم اول مذکور ومسطور شد بہ ہمیں نام مسطور گشت واگر اسم ثانی را در نظر آرند سلوک طریق الافادہ فی شرح سفر السعادۃ نام نہند و کتاب مذکور تصنیف شیخ مجد الدین شیرازی صاحب قاموس ست ومقصود وی دریں کتاب آنست کہ اعمال شریفہ حضرت نبوت را از عبادات وعادات باحادیث اثبات کردہ تصحیح نمودہ وبعد ازاں کار بر آنچہ مخالف آں از مذاہب اربعہ واقع شدہ تصریح کردہ است پس در شرح تائید مذاہب اربعہ واثبات آں باحادیث خصوصا مذہب حنفی معارضہ کلام مصنف کہ ادعائے صحت احادیث موافق مدعائے خود نمودہ ورقم رد وبطلان برخلاف آں کشیدہ است کردہ شد وایں حکایت در دیباچہ کتاب بہنا تر ازیں گفتہ شدہ است کتابے آمد حافل شامل نافع جامع طریقہ فقہ وحدیث مقدار کتابت وی قریب سی ہزار بیت خواہد بود

۱۲ **ومنہا** جذب القلوب الی دیار المحبوب[2] تاریخ مدینہ مطہرہ در بیان اسماء فضایل ومناقب ایں بلد کریم واحوال ساکنان وی از زمان قدیم وذکر فضائل مسجد منیف ومقامات متبرکہ واحکام وآداب زیارت قبر شریف واقامت در آں عالی مقام ورجوع بوطن بالخیر والسلام وبسط کلام در اثبات حیات انبیا علیہم السلام وذکر فضائل وآداب صلوٰۃ بر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سفر السعادۃ شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم الفیروز آبادی المتولد ۷۲۹ھ بہ کازرون المتوفی ۸۱۷ھ بزبید ہے۔ شیخ صاحب کی شرح ۱۸۷۸ء میں نولکشور پریس لکھنؤ میں طبع ہوی ہے اور ضخیم کتاب ہے

[2] جذب القلوب۔ یہ کتاب ۱۲۶۳ھ میں کلکتہ میں اور ۱۸۷۶ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی عبد الحق بن غلام رسول پن ولی اللہ نے ۱۲۷۹ھ میں بہ زبان اردو اس کا ترجمہ کیا جو مرغوب القلوب کے نام سے ۱۲۸۴ھ میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

وذکر بعضے از صیغ صلوات ماثورہ از صحابہ و سلف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
و ایں کتاب در متانت و رصانت الفاظ موافق شرافت و کرامت معانی آں نزدیک
بدرجہ قبول اہل وصول واقع شدہ است نزدیک بہ ہفت ہزار و پانصد بیت

۱۳- **ومنها** احوال الائمہ الاثنی عشر خلاصۂ اولاد سید بشر مقبول و منتخب از
کتاب مستطاب فصل الخطاب و ترجمہ عبارات عربی وے و ترک سخنان فارسی علی حالہا کہ
بامر واجب الامتثال بعضی از ارباب کمال نوشتہ شدہ مقدار ہزار و پانصد بیت

۱۴- **ومنها** زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار[1] فی مناقب الغوث الاعظم والنور الاتم
الشیخ محی الدین عبد القادر الحسنی الجیلانی رضی اللہ عنہ و کتاب بہجۃ الاسرار کتابیست مقرر معتبر
مذکور مشہور بین المشائخ والعلماء صنفہا بعض عظماء المشائخ المقرئین و بینہ و بین الشیخ رضی اللہ عنہ
واسطتان وقد کتبت ترجمہ فی طبقات المقرئین الذہبی اختصرہا الشیخ محمد الجزری وقال
قرأت ہذہ الکتاب علی الشیخ عبد القادر الاسطوطی وکان من کبار المشائخ بمصر اکثر من
ثلثۃ آلاف بیت

۱۵- **ومنها** شرح فتوح الغیب[2] مسمی بہ مفتاح الفتوح لفتح ابواب النصوص و
فتوح الغیب از تصانیف عظیمہ حضرت غوث اعظم ست کہ در تحقیق مقالات دین و کمالات

---

[1] اس کتاب کا پورا نام بہجۃ الاسرار و معدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشائخ الابرار ہے۔ اور اسے
شیخ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف بابن جہضم الہمدانی مجاور حرم نے حدود ۶۶۰ھ میں
میں تصنیف کیا ہے اسمیں چالیس مشائخ ابرار اور صوفیا ءِ کبار کے حالات ہیں۔ ابتدا غوث اعظم شیخ عبد القادر
جیلانی کے تذکرہ سے کی ہے اور اپنے نصف سے زیادہ حصہ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۰۴ھ
میں مصر میں چھپی ہے۔ شاہ صاحب نے اس سے صرف حضرت غوث اعظم کے حالات اختصار کے ساتھ نقل کئے ہیں
اور مولوی عبد الاحد نے اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۳۰۴ھ میں بہ مقام دہلی چھپوایا ہے۔

[2] یہ کتاب دہلی لکھنؤ اور بمبئی میں کئی بار چھپی اور عام طور پر ملتی ہے مولوی سید ابو الحسن نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے
جو لکھنؤ میں طبع ہوا ہے۔

اہل یقین موافق لسان رسالت وزبان نبوت است چنانکہ شان معارف صدیقان است فرمودہ اند دہ ہزار بیت

۱۶ **ومنہا** الانوار الجلیہ فی احوال المشائخ الشاذلیۃ ذکر فیہ ثمانیۃ رجال من عظمائہم وعلمائہم باعث بر تصنیف این رسالہ وتحصیل این سعادت وقوع ذکر این اعزہ بود در رسائل این فقیر نقل کلمات وحکایات ایشان چنانکہ در خطبہ رسالہ گفتہ شدہ است کلمات لطیف وفواید شریف وسخنان غریب از انفاس یقینیہ این قوم دارد کہ بغایت نافع وسودمند است قریب بہ چہار ہزار بیت

۱۷- **ومنہا** زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین در احوال شیخ عارف کامل تبع علی متقی وخلیفہ راستین وی شیخ ولی مقتدا عبدالوہاب متقی قدس اللہ سرہما وبعضی دیگر از مشائخ از دیار عرب وعجم واہل حرمین شریفین زادہما اللہ تشریفا وتعظیما رسالہ ایست بسے مفید ونافع مر قاصدان صراط مستقیم وسالکان طریق قویم را درین رسالہ تقریب بعضے احوال این غریب وتشرف بخدمت حضرت شیخ نیز مذکور شدہ است مقدار چہار ہزار بیت

۱۸- **ومنہا** اخبار الاخیار فی احوال الابرار[۱] در ذکر احوال مشائخ وعلما وصلحا این دیار نسخہ اصل مقدار پانزدہ ہزار بیت بود ومتوسط دوازدہ ہزار ومنتخب آخر کہ قرار یافتہ نہ ہزار وکسری ومثبت درین مجموعہ نسخہ متوسط است واین اول تصنیفے است کہ رقم زدہ کلک این مسکین شدہ است اگرچہ بہ حسب لفظ وعبارت نہ دران مرتبہ است ولیکن بہ سبب اشتمال بر احوال وحکایات وکلمات بزرگان بغایت شیوع واشتہار موسوم گشتہ است۔

۱۹- **ومنہا** تاریخ سلاطین ہند[۲] اصل مسودہ مقدار سہ ہزار بیت بود وبعد از ضم احوال سلاطین اکناف واطراف این ولایت کہ در جمع سابق ناقص ماندہ بود بہ چہار

---

[۱] اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۲)

[۲] اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۱)

ہزار بیت و چیزی۔ حمید و مسمی بذکر ملوک کہ متضمن تاریخ او ست گفت ۔ م

۲۰۔ **ومنہا** ۔ تحقیق الاشارۃ الی تعمیم البشارۃ فی اثبات البشارہ بالجنۃ لغیر الاصحاب المشہرین بالعشرۃ المبشرۃ وعدم اختصاصہم بہا وبیان سبب اشتہار ہم بذلک وعدۃ مباحث متعلقہ بہذا الباب مع ذکر شئی من قواعد اصول الحدیث فی مقدمۃ الکتاب وایراد نبذۃ من فضائل اہل بیت الرسالۃ سلام اللہ علیہم فی خاتمۃ الکتاب واللہ الملہم الصواب والیہ المرجع والمآب۔ نزہا ثلثۃ آلاف بیت

۲۱۔ **ومنہا** جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوالدین جمعت فیہ مقاصد مختلفۃ فی ابواب العلم وارجوا من اللہ ان یوفقنی بشرحہا انہ خیر موفق ومعین مقدار خمسمائۃ بیت

۲۲۔ **ومنہا** ۔ ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین

۲۳۔ **ومنہا** المطلب الاعلی فی شرح اسماء اللہ الحسنی وصفاتہ العلی ہزار و پانصد

۲۴۔ **ومنہا** ۔ ترغیب اہل السعادات علی تکثیر الصلوٰۃ علی سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم مشتمل بر فوائد این عمل عظیم الشان وذکر صیغ ماثورہ در آں وذکر صلوات منقول از بعض مشائخ عظام علیہم التحیہ والاکرام قریب ہزار بیت و پانصد بود وبعد ازاں ضعیفین ۱ آں ہدر گشتہ ۔

۲۵۔ **ومنہا** الاجوبۃ الاثنا عشر فی توجیہ الصلوٰۃ علی سید البشر رسالۃ حوت توجیہات التشبیہ الواقع فی الصلوٰۃ علی نبی الکریم اللّٰہم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراہیم وآل ابراہیم جمعتہا فی مجلس واحد من وقت السحر الی طلوع ذکاء مع ما وقع فی البین من الصلوٰۃ والورد والدعاء مقدار اربعمائۃ بیت وکسر ۔

۲۶۔ **ومنہا** تحقیق ما ثبت بالسنۃ[1] من الاعمال فی ایام السنۃ او وردت فیہ الاحادیث

---

[1] یہ کتاب ۱۳۰۹ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوی ہے ۔ مولوی سبحان بخش نے اس کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے ۔ اس کے ساتھ بین السطور چھپا ہے ۔

الواردة فیہا احیاء فیہ من الاعمال فی الایام والاشہر ولیالیہا مثل الصلوٰۃ والصیام فی یوم عاشورا ولیلۃ النصف من شعبان وغیر ذٰلک من الزمان صحاحا وحسانا وضعافا وموضوعات نحوا من الفی بیت او اکثر قریب من ثلثۃ

۲۷ **ومنہا** التعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی[1] علی ربع الجزء الاول نحوا من عشرۃ الاف ونسال اللہ التوفیق بان یضاف علیہ ما شاء اللہ من غیر تکلف واعتساف

۲۸ **ومنہا** ہدایۃ الناسک الی طریق المناسک رسالہ الیست مضبوط منقح کہ زبدہ مناسک حج وآداب زیارت بجہت سالکان این راہ وقاصدان ایں درگاہ ذکر کردہ شدہ نزدیک بدو ہزار بیت

۲۹ **ومنہا** رسالہ نوریہ سلطانیہ در بیان قواعد سلطنت واحکام وارکان وآداب وآلات تحصیل آں واوضاع وآداب ایں امر عظیم الشان مزین باسم سامی سلطان الوقت وملک الزمان خلد اللہ فی مراضیہ ملکہ وسلطانہ واعلا امرہ وشانہ نزدیک بہ ہزار بیت

۳۰ **ومنہا** آداب الصالحین منتخب از ربع العادات از کتاب احیاء العلوم[2] آں در بیان آداب اکل وشرب ومنام ومعاشرت ومصاحبت باصناف انام از ازواج واولاد واصحاب وخدام مقدار سہ ہزار وپانصد بیت

۳۱ **ومنہا** مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین در جمع میان شریعت و حقیقت وذکر بعضے از اوضاع وافعال مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم ومواخذہ فقہا برایشان وجواب وتوجیہ از آں رسالہ ایست مفید ونافع در تحصیل اعتقاد صحیح وحق صریح خالی از خوش عبارتی وحسن بیان نیست مقدار ہزار وپانصد بیت

---

[1] تفسیر بیضاوی سے قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر البیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل فی اسرار التاویل مراد ہے۔

[2] احیاء العلوم۔ امام حجۃ الاسلام زین الدین ابی حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ؁ کی مشہور تصنیف ہے۔

۳۲ ومنہا تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان[1] دربیان عقاید اہل سنت وجماعت با ایراد عبارت عربی عقاید وشرح آں بہ زبان فارسی باذکر فواید شریفہ ونکات لطیفہ وبط کلام در بعضے مسایل خصوصاً مسئلہ خلافت قریب سہ ہزار بیت

۳۳ ومنہا تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف نحواً من ثلثۃ آلاف بیت

۳۴ ومنہا توصیل المرید الی المراد ببیان احکام الاحزاب والاوراد در بیان علوم وقواعد متعلقہ باوراد وادعیہ واحزاب وتوفیق میان مذہب محدثین و مشایخ کہ در تصحیح وتضعیف بعضے اعمال دریں باب اختلاف دارند مشتمل بر سی وصل وایں رسالہ توطیہ وتمہید رسالہ دیگراست کہ دروی اوراد واحزاب کہ بہ اجازت مشایخ پیوستہ وبہ عمل کاتب حروف درآمدہ جمع کردہ شدہ ومجموع رسالتین مسمی است باین اسم مقدار سہ ہزار بیت

۳۵ ومنہا تسلیۃ المصاب بنیل الاجر والثواب دربیان صبر بر مصائب و بلایا وتنبیہ بر وجود نعم خفایا وتحقیق معنی اجابت ومنع در دعا وسلوک طریق رضا وتسلیم در وروداحکام الٰہیہ قہریہ وہاب کریم وتادب الٰہی بترک طلب وسوال باختلاف اوقات واحوال مقدار ہزار بیت وکسری۔

۳۶ ومنہا شرح الصدور بہ تفسیر آیۃ النور ہزار بیت کسری

۳۷ ومنہا الدر الفرید فی بیان قواعد التجوید رسالہ مختصرہ مضبوطۃ مع شرحۃ بہذا النمط ممزوجاً بالمتن نحواً من الالف وخمسمایۃ بیت

۳۸ ومنہا البناء المرفوع فی ترصیص مباحث الموضوع فیہ مباحث شریفہ منقولہ من شرح الشمسیہ وشرح المطالع وحواشیہا مع ایراد بعض نکات الشیخ بالفکر الفاتر فی بیان کوامنہا وغوامضہا نحواً من الف بیت وکسر

---

[1] یہ کتاب دہلی اور لکھنؤ میں کئی بار چھپی ہے۔

۳۹ **ومنها** الدرة البهیۃ فی اختصار الرسالۃ الشمسیہ وقع فی مجلس واحد یسیر شاملۃ بجمع مافیہا من مسایل المنطق اختصاراً لطفاً عجیباً فی صفحہ واحدۃ واسطہ معدودۃ

۴۰ **ومنها** ۔ شرح شمسیۃ[1] قد وقع علی طریق البسط والتحقیق الی قولہ بحسب تقدیم مباحث الموصل الی التصور علی مباحث الموصل الی التصدیق نحواً من الفی بیت وکسر ۔

۴۱ **ومنها** حاشیۃ الفوائد الضیائیۃ[2] الاتباع الہوی الصبائیۃ من الاول الی وجہ حصر الکلمۃ فی الاقسام ومن بحث الفعل الی آخر الکتاب بعون الملک العلام اقترب فیہ الزب عن المخدوم المکین الامین فی اعتراضات مولانا واستاذنا عصام الدین وان کان وقع فیہا شیٔ من التکلف فی الکلام علی ما تقیضہ شریطہ الالتزام نحواً من ثمانیہ الآلاف بیت

۴۲ **ومنها** الافکار الصافیۃ فی ترجمہ کتاب الکافیہ[3] در صغر سن در ابتدای حال طالب علمی بہ تقریب کسی نسبت معنوی و رابطہ قوی داشت تا آخر منصوبات تسوید نمودہ شد و تا بحث مرفوعات بہ بیاض رسید و عمر کاتب حروف در آں وقت پانزدہ یا شانزدہ سال بود مشتمل بر سخنان بسیار مقدار ہشت ہزار بیت وکسری

۴۳ **ومنها** نظم آداب المطالعۃ والمناظرۃ لمن طالع الکتاب وناظرہ رسالہ منظومہ مثنویست در آداب بحث و مطالعہ خالی از بسطی و سلاستی نیست در ایام تحصیل نوشتہ شد ہفت صد بیت وکسری ۔

۴۴ **ومنها** نکات العشق والمحبۃ فی تطییب قلوب الاحبۃ در نکات و حکایات محبت و عشق بازی مجازی کہ در زمان کودکی و بازی واقع شدہ بود نزدیک بہ دو ہزار بیت و پانصد ۔

---

[1] شمسیہ علم منطق کا مشہور متداول متن ہے اور اسے نجم الدین عمر بن علی القزوینی شاگرد خواجہ نصیر الدین طوسی نے لکھا ہے

[2] فوائد الضیائیہ ۔ کافیہ ابن حاجب کی شرح ہے اور مولانا نور الدین عبد الرحمٰن الجامی المتوفی سنہ نے اسی سنہ میں تصنیف کیا ہے ۔

[3] کافیہ نحو کا مشہور متن جو شیخ جمال الدین ابن حاجب المتوفی سنہ کی تصنیف ہے ۔

۴۵ ومنها : نکات الحق الحقیقة[1] من باب معارف الطریقه مقدار سه هزار بیت

۴۶ ومنها صحیفة المودة مثنوی که در مراسلت و مکاتبت به برادر عزیز ویاران ودوستان واحباب واصحاب ارباب تمیز نوشته شده بود شهر آشوب عالم محبت است خالی از سلاستی وملاستی نیست وکسی که مطلع باشد براحوال جماعه مکتوب الیهم داند که درضمن بیان معانی انچه نکتها وظرافتهار عایت کرده شده است چند صد بیت ۔

۴۷۔ ومنها انتخاب المثنوی للمولوی المعنوی دو هزار وسی صد بیت وپیش از شروع وران بیتی چند نوشته شده که از رشحات خامه کاتب حروف ست وصفحه چند از نثر نیز نگاشته آمد۔

۴۸۔ ومنها حسن الاشعار فی جمع الاشعار چند غزل وقصائد وقطعها ورباعیات که به جهت شرم وحیا ستر واخفاء آں لازم است نامرتب در بیاضها افتاده بود وبه نسبت بے حیای که لازمه طریقه شاعریست نوشته شده ود، دیباچه رساله جزدی از نثر در عذر کم گوئی شعر که متضمن بر معنے قباحت فهمی ست ذکر کرده شده است ۔

۴۹ ومنها[2] ارسال المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل وعدد رسائل قریب به هفتاد رسیده ومن الله المزید مقدار هشت هزار بیت

الرسالة الاولی ۔ سلوک طریق الفلاح عند نقد التربیة بالاصطلاح

الرسالة الثانیه ۔ ذکر اصول طریقة الکشف الحقیقه

الرسالة الثالثه ۔ تعیین الطریق لاهل الاراده بالتزام وظائف الخیر والعباده

---

[1] نکات الحق یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے ۔ مولوی سید ظہور الحسین نے اردو میں ترجمہ کیا ہے جو لطائف الحق کے نام سے ۱۳۱۴ھ میں دہلی میں طبع ہوا ہے ۔

[2] یہ مجموعہ مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوا ہے ۔

الرسالۃ الرابعہ۔ تنبیہ اہل العلوم والنہی تبفاوت حال الابتدائے والانتہا
الرسالہ الخامسہ۔ تحصیل الکمال الابدی باختیار الفقر المجدی
الرسالہ السادستہ۔ قرع الاسماع باختلاف اقوال المشایخ و احوالہم فی السماع
الرسالۃ السابعتہ۔ درود الامداد بالاستقامۃ علی الاوراد
الرسالۃ الثامنہ۔ رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیہ من باب الاحوال
الرسالۃ التاسعتہ۔ ایراد العبارات الفصیحۃ فی شرح قول النبی علیہ السلام الدین النصیحۃ
الرسالۃ العاشرۃ۔ اقامۃ المراسم فی احوال المواسم
الرسالۃ الحادیۃ عشر۔ تطریب الالحان بناصحۃ الخلان
الرسالۃ الثانیۃ عشر۔ اختیار الانفراد والتخلی لانتظار الکشف والتجلی
الرسالۃ الثالثۃ عشر تحصیل المطلوب بانتظار حضور المحبوب
الرسالۃ الرابعۃ عشر تذکیر اولی الاحلام بان لذات الدنیا کلہا آلام
الرسالۃ الخامسۃ عشر رفع صوت النحیب بالمام ضعف المشیب
الرسالۃ السادسہ عشر تقسیم الانام علی اربع اقسام
الرسالۃ السابعۃ عشر تنبیہ الغافلین بفناء الدنیا وار بابہا واغترار الجاہلین بزخارفہا وانیابہا
الرسالۃ الثامنۃ عشر سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل
الرسالۃ التاسعۃ عشر صدق التعطش والآوام فی طلب المقصد والمرام
الرسالۃ العشرون تثبیت القدم فی الاصطبار بترک صحبۃ الاضداد والاغیار
الرسالۃ الحادیہ والعشرون تجدید الذکر فی بیان حقیقت الشکر
الرسالۃ الثانیۃ والعشرون اتحاف الاحبہ بہ بیان حدیث المحبۃ
الرسالۃ الثالثۃ والعشرون حفظ الوقت بترک الاختلاط مع الاضداد والاخلاط
الرسالۃ الرابعۃ والعشرون التزام التمسک والملجا بالوقوف بین الخوف والرجا

الرسالۃ الخامسۃ والعشرون کشف استار الظلم من وجہ لسان الحال والقلم
الرسالۃ السادسۃ والعشرون سلوک الطریق الفجاج بالاجتناب عن الانحراف والاعوجاج
الرسالۃ السابعۃ والعشرون کشف الاستار عن تحقیق معنی الکسب والاختیار
الرسالۃ الثامنۃ والعشرون ترک الاختیار والتدبیر بالاکتفاء بتدبیر العلیم الخبیر
الرسالۃ التاسعۃ والعشرون تحقیق الباس عن قول ایمان الباس
الرسالۃ الثلثون وجود التصافی احدیۃ الذات بالغیبۃ من جمیع النسب والجہات
الرسالۃ الحادیۃ والثلثون ہدایۃ طریق التربیۃ والتعلیم بہ بیان حقیقۃ الرضا والتسلیم
الرسالۃ الثانیۃ والثلثون التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ
الرسالۃ الثالثۃ والثلثون مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار
الرسالۃ الرابعۃ والثلثون ہدایۃ الانام الی التمسک بالشرائع والاحکام
الرسالۃ الخامسۃ والثلثون تنبیہ اولی الارباب علی ملازمۃ الادعیہ والاحزاب
الرسالۃ السادسۃ والثلثون استیناس انوار القبس فی شرح دعاء النس۔
الرسالۃ السابعۃ والثلثون تجلیہ القلوب مقدس الملکوت بشرح دعاء القنوت
الرسالۃ الثامنۃ والثلثون تحصیل البرکات والطیبات بہ بیان معنی التحیات
الرسالۃ التاسعۃ والثلثون تشبیت الفؤاد بتصور عظمۃ رب العباد
الرسالۃ الاربعون کسل فی المواظبۃ والمداومۃ علی العمل
الرسالۃ الحادیۃ الاربعون ۔تنویر القمر لیلۃ البدر فی تصویر معنی شرح الصدر
الرسالۃ الثانیۃ الاربعون تدقیق البیان فی ایجاب الشکر المزید واستلزامہ حصول المحبۃ والتوحید
الرسالۃ الثالثۃ الاربعون تحقیق الدعا والاستمداد بہ لسان القال والحال والاستعداد
الرسالۃ الرابعۃ والاربعون ۔ فی لسان القلم بہ بیان معنی قولہم لاراحۃ

الباقی القدم العدم

الرسالۃ الخامسۃ والاربعون اظہار الحسرۃ والاستبداد بہ تقصیر النفس فی اصلاح المبدا والمعاد

الرسالۃ السادسۃ والاربعون حرقۃ الجنان بہ تمنی الکشف والعیان

الرسالۃ السابعۃ والاربعون طیب المذاق بہ بیان الذوق فی مقام الاطلاق

الرسالۃ الثامنۃ والاربعون حراست الایمان من مکاید الشیطان

الرسالۃ التاسعۃ والاربعون توصیۃ الاصحاب بالصبر فی جمیع الابواب

الرسالۃ الخمسون تنبیہ اہل الفکر علی رعایۃ آداب الذکر

الرسالۃ الحادیۃ والخمسون تذکرۃ اہل الذکر بہ بیان فضیلۃ الذکر علی الفکر

الرسالۃ الثانیۃ والخمسون الاعتصام بہ حبل الصبر والثبات عند اجتماع اسباب للذات والشہوات

الرسالۃ الثالثۃ والخمسون تسویۃ الادانی والاعالی بالخوف والسکوت فی حضرت اللاابالی

الرسالۃ الرابعۃ والخمسون تبصیر الاغنیا الفقر مرآۃ جمال الاغنیا

الرسالۃ الخامسۃ والخمسون اسقاط اعتبار الاجساد والاشباح عند ملاقاۃ القلوب والارواح

الرسالۃ السادسۃ والخمسون تحصیل الغنائم البرکات بہ تفسیر سورۃ والعادیات

الرسالۃ السابعۃ والخمسون ترجمۃ مکتوب النبی الاجل فی تعزیۃ ولد معاذ بن جبل

الرسالۃ الثامنۃ والخمسون ایراد العبارات بہ لسان اہل الاشارات

الرسالۃ التاسعۃ والخمسون طلاقۃ اللسان لبشکایت حال الفراق والہجران

الرسالۃ الستون اظہار القلق والاضطراب فی حصول المطلوب بلا ارتیاب۔

الرسالۃ الحادیۃ الستون توصیۃ الاخوان بالصبر علی جفاء اہل الزمان۔

الرسالۃ الثانیۃ الستون طلب الغور فی ذکر باعث سفر لاہور

الرسالۃ الثالثۃ الستون سلوک الطریقۃ علی نہج المجاز قنطرۃ الحقیقۃ

الرسالۃ الرابعۃ الستون تسلیۃ السایل بہ بیان المسایل

الرسالة الخامسة الستون وجدان البرد باستشمام الورد
الرسالة السادسة الستون جمع كلمات العارفين من اہل الصدق و الیقین
الرسالة السابعة الستون الرد علی الدعاء و الباطلة التی صدرت لبعض النفوس الساطلة

عدد ایں کتب و رسائل کہ بر صفحۂ بیان نگاشتہ آمد از سی متجاوز است و شمار
ایں رسایل از شصت بالا گر اینہا را جدا جدا بشمارند و رسم دکان داری درمیان آرند
دالے کہ عدد آں بہ چند رسد و ہنوز سلسلہ سخن دراز است و در فیض الٰہی بازی کجا رسد
و بکجا رساند اگرچہ دریں ایام قوت طبیعت بشری در ذبول ست و علوم و فنون رُوے بہ نزول
دارد و شوق پرواز بعالم دیگر غالب و اجابت داعی حق را منتظر ست و اللہ اعلم تا آخر کار
چیست و اگر عدد ابیات بر روش کاتبان بشمارند میتواں گفت کہ از چہار صد ہزار بیت
بیشتر ست و از پانصد ہزار کمتر و اگر حساب را تمام از پردۂ اجمال و ابہام بر آرند چہار صد
و شصت ہزار بشمارند و چوں اطوار سخن متنوع و انواع علوم متعدد بود مجموعہ بہ سہ قسم انقسام
یافت و ہر قسمی در حکم دفتری و جلدی اقسام و ارتسام پذیرفت و اگر ایں ہمہ را یک صحیفہ
سازند و در یک جلد شیرازہ بہ بندند بہ نسبت در نظر عرف و عادت از دائرہ مناسبت
و ملائمت بدر افتد و برداشتن بار آں بر دست طبعت گراں آید و چوں اطوار سخن متنوع
و انواع علم متعدد بود ترتیبی و تمیزی می بایست اعتبار کرد ازیں جہت تالیف و ترتیب
در سہ دفتر نہادہ شد کتب و رسایل عربی در ہر فن و ہر باب کہ باشد جدا جمع کردہ شد
و آنچہ بزبان فارسی بود دو قسم شد و تحقیق ایں تقسیم و تفصیل ایں اجمال در خطبۂ دفتر عربی
مبین شدہ است و مجموعہ اسامی کتب و رسایل از خرد و بزرگ کہ در آں دفتر مکتوب
ست چہل و ہشت چنانکہ در دوائر کہ بر پشت دفتر کشیدہ شدہ ارتسام یافتہ است و عدد
آنچہ دریں قسم ثانی مکتوب است۔ سیزدہ و آنچہ در دفتر ثالث ارتسام یافتہ چہار و
مجموع شصت و پنج عدد رسائل کہ اجزاء کتاب و رسائل المکاتیب و الرسایل ارباب

الکمال والفضائل شصت وہفت واگر آنہا را جدا جدا شمارند صد وسی ودو گردد و عدد ابیات معلوم شد کہ قریب بہ پانصد ہزار و اصل ست اگر چیزی ازاں بہ مرتبۂ قبول یافت الحمد للہ واگر نہ ہمہ ہیچ مقصود رضائے حق وعطائے اوست۔ انی لا اضیع عمل عامل منکم بشارتی می بخشد والا للہ الدین الخالص کمر می شکند والایمان بین الخوف والرجا وما عندکم ینفذ وما عند اللہ باق والعاقبۃ بالخیر انشاء اللہ الخلاق۔

تمام شد

اطراف الاسماء

فہرست مندرجات تذکرۂ مصنفین دہلی

مقدمہ نوشتہ حکیم سید شمس اللہ قادری

تراجم تذکرۂ مصنفین دہلی

سلسلہ متون تاریخی

نمبر (۳)

تذکرۃ الملوک

تصنیف ملا رفیع الدین ابراہیم بن نور الدین توفیق شیرازی

بیجاپور کے سلاطین عادل شاہی اور ان کے معاصر شاہان ہندوستان ودکن وایران کی تاریخ ۔ ابتدائے ظہور سلطنت بہمنیہ سے سنہ ۱۰۲۰ھ تک ۔

فہرست مضامین

قیمت دس روپیہ ۔ پانچ جزء ۔ جزء اول تیار ہے

سلسلہ متون تاریخی

نمبر (۴)

تاریخ سلطان محمد قطب شاہی

گولکنڈہ کے سلاطین قطب شاہیہ کی تاریخ جو سنہ ۱۰۲۶ھ میں سلطان محمد قطب شاہ کے حکم سے تصنیف ہوئی ہے،

فہرست مضامین

قیمت دس روپیہ۔ پانچ جزو۔ جزو اول تیار ہے۔